عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۵ | ۲۹/رجب تا ۶/شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/اگست ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۳۲

کسب معاش کی فضیلت

اسلام اور احترام انسانیت

ابدی پیغام

انسانیت کا سچا درد

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

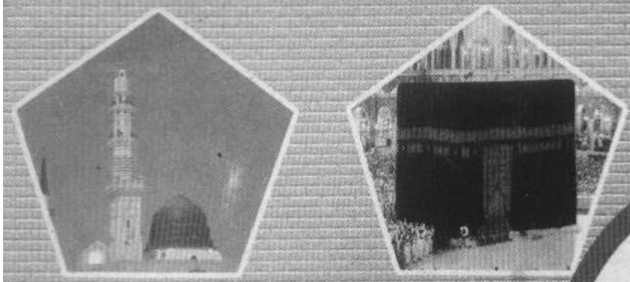

آپ کے مسائل

فجر اور عصر کے وقت قضا نماز کی ادائیگی:

س:...... کیا فجر اور عصر کی نمازوں کے وقت قضا نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:...... جی ہاں! کی جاسکتی ہے۔

س:...... کیا جمعے کی نماز میں فرض سے پہلے چار رکعت سنتوں میں صرف کوئی ایک طویل سورت پڑھی جاسکتی ہے، یعنی چار رکعتوں میں صرف ایک ہی سورت پڑھی جائے۔

ج:...... جمعے کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں مسنون ہیں، مگر ہر سنت مؤکدہ کی طرح اس کی بھی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورت ملانا واجب ہے۔ آپ کو جو سورتیں یاد ہوں، ان میں پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن خوانی کا اجتماع:

س:...... اگر خاندان کے لوگ باہم جمع ہوکر قرآن خوانی کرائیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ج:...... جی ہاں! جائز ہے، مگر اس کے لئے اس کا اہتمام ضرور کرلیا جائے کہ اگر برکت کے لئے قرآن خوانی ہو تو خاندان کو متوجہ کرنا درست ہے، لیکن اگر ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن خوانی ہو، تو اس کے لئے اعلان نہ کیا جائے، جو آجائیں یا اپنی مرضی سے قرآن پڑھنا چاہیں تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ صرف تکلفاً آنے والوں کے پڑھنے میں اخلاص نہ ہوگا، وہ خدا کے لئے کم اور دکھاوے کے لئے زیادہ ہوگا، جس سے ثواب نہ ہوگا، تو مردے کو ثواب کیونکر پہنچے گا؟ جبکہ برکت والی قرآن خوانی میں برکت مقصود ہوتی ہے اور برکت تو کسی بھی انداز سے پڑھا جائے، حاصل ہوجائے گی۔

نفسیاتی مریض کی طلاق:

س:...... ایک شخص نفسیاتی مریض ہے، کبھی کبھار ذہنی پریشانی کی وجہ سے اسے دورے بھی پڑتے ہیں، جن میں وہ مغلظات بھی بکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت میں اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، یعنی تین سے زائد مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرے تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:...... اگر ایسا شخص ایسی حال میں مجنونانہ کیفیت میں ہوتا ہے اور اس کے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں ہوتے تو اس وقت کی طلاق کا اعتبار نہیں، لیکن اگر وہ ہوش وحواس میں ہوتا ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

پرفیوم کا استعمال:

س:...... مجھے اسپرے اور پرفیوم کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اگر اس میں الکحل نہ ملی ہو تو کیا اس کا لگانا صحیح ہے؟

ج:...... ہمارے اکابر، اساتذہ اور اہل فتویٰ اس کے استعمال کو جائز کہتے ہیں۔ اس کا استعمال جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا، کا مصداق کون ہے؟

س:...... واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتے؟''

ج:...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔'' (ترمذی ص۲۰۹، ج۲)

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۳۲ ۲۹/رجب تا۶/شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/اگست ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میئو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

	اداریہ	۴
اسلام اور احترام انسانیت	مفتی محمد سلمان منصور پوری	۵
ابدی پیغام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	۱۰
کسب معاش کی فضیلت	مولانا حکیم سید عبدالحسنیؒ	۱۶
انسانیت کا سچا درد	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۱۹
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل اور حکمتیں	مولانا اللہ وسایا	۲۱
خبروں پر ایک نظر		۲۴

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈال۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی طلبہ سے بدسلوکی کا واویلا

مغربی ممالک کی بعض رپورٹس میں قادیانیوں کے حوالے سے پاکستان پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ تعلیمی اداروں اسکولوں وغیرہ میں قادیانی طلبہ کو اپنے غیر قادیانی ہم جماعتوں کی جانب سے بدسلوکی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ تر قادیانی اپنے گھروں پر ہی تعلیم پاتے ہیں یا پھر وہ قادیانیوں کے زیرانتظام چلنے والے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں' جبکہ بقول ان رپورٹس نوجوان قادیانیوں نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ انہیں اچھے کالجوں میں داخلے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جانے کے سلسلے میں رکاوٹوں کا سامنا ہے۔

ان اعتراضات میں کس قدر وزن ہے؟ اس کا اندازہ تو ہر وہ شخص کرسکتا ہے جو پاکستان کا مسلمان شہری ہو۔ قادیانیوں کے ساتھ جس ''بدسلوکی'' کا تذکرہ ان رپورٹس میں کیا گیا ہے' وہ مغربی ممالک کو کہاں نظر آ گئیں؟ اور انہیں گھروں پر اور قادیانیوں کے زیرانتظام اسکولوں میں پڑھنے والے قادیانی کیسے دکھائی دے گئے؟ اس کی وضاحت ان رپورٹس کے مرتبین نے خود اگلے جملے میں کردی ہے کہ: ''قادیانیوں نے یہ شکایت کی ہے۔'' یعنی یہ رپورٹس دراصل ان شکایات کا مجموعہ ہیں جو قادیانیوں نے پاکستان' حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے بارے میں مغربی ممالک کو وقتاً فوقتاً کی ہیں۔ یہ شکایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ قادیانی' وطن عزیز کے خلاف دنیا بھر میں کس طرح زہر اگلتے رہتے ہیں۔ اس ناقابل تردید ثبوت کی موجودگی میں آخر قادیانیوں کو پاکستان کا باغی نہ سمجھا جائے تو کیا سمجھا جائے؟ یہیں سے یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جو قادیانی' پاکستان سے بیرونی ممالک جاتے ہیں (خواہ تعلیم یا سیاسی پناہ کے حصول کے لئے) وہ بیرونی ممالک میں پاکستان کے بارے میں کس قدر غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرتے ہیں اور ملک کو بدنام کرنے کے لئے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ فرضی و بے بنیاد واقعات تراشنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

یہاں یہ عرض کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ قادیانی' تعلیمی اداروں اسکولوں' کالجوں یا یونیورسٹیوں میں داخلے کے وقت اپنے آپ کو ''قادیانی'' ظاہر نہیں کرتے' بلکہ تعلیمی اداروں میں ان کے قادیانی ہونے کا انکشاف صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ اپنی کفریہ تبلیغ کے ذریعہ کسی مسلمان کو قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں' بصورت دیگر وہ بڑے مزے سے اعلیٰ تعلیمی اداروں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں اور نہ ان سے کبھی کوئی روک ٹوک کی جاتی ہے اور نہ پوچھ گچھ' اس لئے طلباً کی جانب سے ان کے ساتھ کسی بدسلوکی یا کالجوں میں ان کے داخلے میں رکاوٹ کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جہاں تک اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بیرون ملک جانے کا سوال ہے؟ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق خالصتاً قادیانیوں' بیرونی ممالک کے کالجوں اور یونیورسٹیوں اور ان ممالک کی حکومتوں اور سفارت خانوں سے ہے' غیرملکی کالج یا یونیورسٹیاں قادیانی نوجوانوں کو داخلہ دیتی ہیں یا نہیں؟ اور غیرملکی سفارت خانے اس مقصد کے لئے انہیں تعلیمی ویزا دیتے ہیں یا نہیں؟ اس کا پاکستانی حکومت اور پاکستانی مسلمانوں سے کیا تعلق ہے؟ اور وہ کس طرح قادیانیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں؟ اپنی نااہلیت کو چھپانے کے لئے حکومت پاکستان اور مسلمانان پاکستان پر بے بنیاد الزامات عائد کرنا قادیانیوں کا پرانا وطیرہ ہے۔

ہم مغربی ممالک سے یہ عرض کریں گے کہ وہ بے سروپا الزامات پر مشتمل اس قسم کی بے بنیاد رپورٹس کی ترتیب واشاعت سے یکسر گریز کریں اور مغرب اور اسلام کے درمیان اختلافات کی خلیج کو وسیع کرنے کی بجائے اسے پاٹنے کی سعی کریں تو زیادہ مناسب ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مغربی ممالک اپنی سابقہ روش کو ترک کرکے اسلام کے مقابلہ کی بجائے اس کے مطالعہ کی طرف توجہ دیں گے اور قادیانیوں کی باتوں میں آکر اسلام کو حریف تصور کرنے کی بجائے اس کے حلیف بننے کو ترجیح دیں گے۔

اسلام اور احترام انسانیت

مفتی محمد سلمان منصور پوری

عدل وانصاف:

آپس کے نزاعات کو سلجھانے کے لئے عادلانہ اور منصفانہ نظام قضا کا قیام بھی نہایت اہم انسانی ضرورت ہے۔ اسی مقصد سے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ہر حالت میں عدل وانصاف پر جمے رہنے کی تلقین کی ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہو یا غریب دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کی اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔"

اس آیت میں تین باتیں خاص طور پر بیان فرمائی گئی ہیں:

۱:...... سچی گواہی اور فیصلہ اگرچہ اپنے قریب ترین اعزہ کے خلاف پڑتا ہو پھر بھی ہر حالت میں حق کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا جائے اور محض رشتہ داری یا کسی اور تعلق کی مصلحت سے حق پوشی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

۲:...... گواہی دینے میں یہ نہ دیکھے کہ جس کے خلاف گواہی دے رہے ہیں وہ امیر ہے اگر اس کے خلاف بول دے گا تو اس سے بے مروتی ہو جائے گی یا وہ ہمیں نقصان پہنچا دے گا یا یہ نہ دیکھو کہ وہ غریب ہے کہیں اس کو ہماری گواہی سے مزید نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ حق کا ساتھ دو چاہے وہ امیر کے خلاف پڑے یا غریب کے اس کی پرواہ مت کرو۔

۳:...... تیسری بات یہ کہی گئی کہ جب کسی بات کا تمہیں علم ہو اور اس کے متعلق گواہی کی ضرورت ہو تو پھر گواہی دینے سے نہ تو پہلو تہی کرو اور نہ گواہی میں غلط بیانی سے کام لو ورنہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا پڑے گا کیونکہ وہ ہر بات سے پوری طرح باخبر ہے۔

پھر دنیا میں اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ آدمی محض اپنی دشمنی کی بنیاد پر مد مقابل کی مخالفت میں انصاف کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور حق بات کے اظہار سے گریز کرتا ہے اس لئے ایک دوسری آیت میں قرآن کریم نے اس پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص قوم کی عداوت تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔"

اسلامی نظام میں انصاف مفت ملتا ہے:

اسلامی نظام قضا کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انصاف کے حصول کے لئے سرکاری طور پر یا غیر سرکاری طور پر کوئی رقم خرچ نہیں کرنا پڑتی بلکہ ملک کے ہر شہری کو مفت میں انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔ قاضی اور منصف کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے فیصلہ پر کچھ فیس وصول کرے یا اپنے نان نفقہ کا بوجھ عوام پر ڈالے بلکہ اسلامی حکومت میں قاضی کا وظیفہ حکومت کی جانب سے مقرر ہوتا ہے اور قاضی کو اپنے فیصلہ پر رشوت لینے یا کسی اجنبی آدمی سے ہدیہ لینے یا خصوصی دعوت میں شرکت کی بھی اجازت نہیں ہے۔ نیز احادیث طیبہ میں رشوت کے لین دین کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے رشوت دینے والے اور ان دونوں کے درمیان واسطہ بننے والے (ایجنٹ) پر لعنت فرمائی ہے۔"

(الترغیب والترہیب ۳/۱۲۶، ادب القاضی للخصاف ۸۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"جو حاکم رشوت لے کر فیصلہ کرے گا اس کو اتنی گہری جہنم میں ڈالا جائے گا جس کی تہہ تک پہنچتے پہنچتے اسے پانچ سو سال لگیں گے۔" (الترغیب ۳/۱۲۶)

الغرض اسلام پوری دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینا چاہتا ہے' اور ہر حق دار کو اس کا حق مکمل طور پر دلانے میں ہر ممکن تعاون کی کوشش کرتا ہے' اور اس میں کسی طرح کی جانب داری یا تعصب روا نہیں رکھتا۔ نیز اسلام کا عدالتی نظام ٹال مٹول اور تعویق و تاخیر سے پاک ہے سارے نظام قضا کی بنیاد صرف ایک اساسی اصول پر ہے کہ "مدعی ثبوت کے لئے بینہ پیش کرے' ورنہ مدعی علیہ قسم کھا کر دعویٰ کا انکار کردے۔" اگر مدعی علیہ قسم کھانے میں توقف کرے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مدعی کے دعویٰ سے متفق یا اقراری ہے تو اس کے خلاف فیصلہ ہوجائے گا۔ چونکہ یہ مختصر طرز عمل سہل ہونے کے ساتھ ظاہری طور پر حقیقت حال تک پہنچنے کے لئے کافی ہے' اس لئے اسلامی نظام عدالت میں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور ہر طرح کے معاملات جلد از جلد نمٹا دیئے جاتے ہیں اور فریقین کو فیصلہ کے انتظار میں عمریں کھپانا نہیں پڑتیں۔

اس کے برخلاف آج دنیا میں رائج مغربی نظام عدالت بہت سے ملکوں میں لوٹ کھسوٹ اور لوگوں کا حق تلف کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے' اس نظام کی قانونی موشگافیاں مظلوم کی حمایت تو کیا کرتیں' البتہ ظالموں کی بہترین پناہ گاہ بن چکی ہیں۔ آج ان عدالتوں میں فیصلہ کے لئے مقدمات نہیں لائے جاتے' بلکہ عام رجحان یہ ہے کہ جس مسئلہ کو التواء میں ڈالنا ہو' اسے عدالت کے سپرد کردو کہ دادا نے اگر مقدمہ دائر کردیا ہے تو پوتوں پڑپوتوں تک بھی ان میں فیصلہ مشکل سے ہو پائے گا' اور اس درمیان میں جو وقت' پیسہ اور آمدنی کا ضیاع ہوگا' اس کا کوئی شمار ہی نہیں۔ بلاشبہ ان مغربی طرز کی عدالتوں میں پڑے ہوئے مقدمات "شیطان کی آنت" کی مانند ہیں' جن کے التواء کا سلسلہ کسی حد پر جاکر ختم ہی نہیں ہوتا۔ نیز آج عدالتوں میں کلرکوں اور پیش کاروں سے لے کر جج اور منصف تک رشوت خوری کی وبا عام ہے' اور دولت کی گرم بازاری نے معاشرہ کے کمزور طبقات کو انصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ اسلام ایسی حق تلفیوں کو انسانیت سے گری ہوئی حرکت سمجھتا ہے۔ وہ مفت اور جلدی انصاف کا نظام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے' یہ بھی اس کی انسانیت نوازی کی بڑی نشانی ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ معاملات:

اسلام کے مخالفین یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام میں دوسرے مذہب والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ حالانکہ یہ بات محض الزام ہے' اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں تمام دنیا کے غیر مسلم دو طبقوں میں منقسم ہیں:

۱:...... اول وہ لوگ جو مسلمانوں سے بغض و عداوت رکھتے ہیں' دین پر عمل کرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کی اذیت رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے' تو ایسے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرنے کی اسلام واقعی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ ان سے دوستی رکھنے میں قومی و ملی نقصانات کا اندیشہ ہے۔

۲:...... دوسرے وہ غیر مسلم ہیں جن کا مسلمانوں سے کوئی نزاع نہیں ہے' نہ وہ دین کے درمیان حائل ہوتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو ان سے کوئی خطرہ ہے۔ ایسے غیر مسلموں کے ساتھ انسانی ناتے سے حسن سلوک کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے' خود قرآن کریم نے ان دونوں طبقات اور ان کے متعلق معاملات کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے' اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑتے ہوں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو' اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو' اور جو شخص ایسوں سے دوستی کرے گا' سو وہ لوگ گناہگار ہوں گے۔" (الممتحنہ:۸،۹)

قرآن کریم کی جن آیات میں کفار کو قتل کرنے کے احکامات دیئے گئے ہیں' ان کا تعلق انہی کفار سے ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں' اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو کافر جہاں ملے اسے تہ تیغ کردیا جائے۔ چنانچہ جو غیر مسلم اسلامی حکومت کی بالادستی قبول کرلیں ان کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر اسی طرح لازم ہوتی ہے جیسے ایک مسلمان کے تحفظ کی ذمہ داری ہوتی ہے اور جس طرح اسلامی مملکت میں کسی مسلمان کو اذیت دینا اور جانی و مالی نقصان پہنچانا منع ہے' بالکل اسی طرح اسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم کی حق تلفی بھی قطعاً منع ہے' کسی غیر مسلم شہری کو ستانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ترین وعید ارشاد فرمائی ہے۔ آپ کا اعلان ہے:

"جو شخص کسی ذمی (اسلامی حکومت میں امن لے کر رہنے والے غیر مسلم شہری) کو قتل کردے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ

پائے گا‘ اگر چہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آنے لگتی ہے۔“

اس لئے غیر مسلموں کی مطلق دشمنی کے متعلق مغربی ذرائع ابلاغ کا شور شرابہ محض جھوٹ اور شرارت پر مبنی ہے۔ اسلام خود بھی امن چاہتا ہے اور سارے عالم کو بھی گہوارۂ امن بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

اسلامی جہاد کا مطلب:

اسلام اپنا ایک وقار اور عزت رکھتا ہے‘ وہ اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ان کی سب سے بڑی عزت اسلام سے وابستہ ہے‘ لہٰذا اگر کوئی دشمن اسلام پر حملہ آور ہو اور مسلمانوں کو مٹانے پر تل جائے جیسا کہ آج کل کے عالمی فرعونوں کا حال ہے تو پھر امن کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ایسی طاقتوں کی چیرہ دستیوں سے اسلام اور اہل عالم کو بچانے کے لئے اور دنیا میں مظلوموں کے حقوق کی بازیابی کے لئے جو بھی اقدام عالمی منشور کے اعتبار سے ممکن ہو اس کو بروئے کار لانے سے دریغ نہ کیا جائے۔ ظالم کے مقابلہ میں مظلوموں کی طرف سے دفاع کرنا اسلام کی نظر میں عین عبادت ہے۔ اسی کو اسلام کی اصطلاح میں ”جہاد“ کہا جاتا ہے‘ جسے آج مغربیت زدہ افراد نے ظلم کے مترادف قرار دے کر بدنام کردیا ہے۔ اس لئے یاد رہے کہ ظلم کرنا جہاد نہیں‘ بلکہ ظلم کو مٹانے کے لئے جدوجہد کرنے کا نام جہاد ہے۔ اب یہ جدوجہد کبھی پیشگی خطرات کو مٹانے کے لئے کی جاتی ہے‘ جسے ”اقدامی جہاد“ کہتے ہیں اور کبھی خطرہ کے وجود میں آنے کے بعد کی جاتی ہے جسے ”دفاعی جہاد“ کا نام دیتے ہیں‘ اور ان دونوں طرح کی کوششوں کا مقصد صرف اور صرف دنیا میں امن کا قیام اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے‘ پھر اس جدوجہد کو باقاعدہ انجام دینے کے لئے بھی شرعی ضابطے مقرر ہیں‘ ان ضوابط کے دائرے میں رہ کر جو جدوجہد کی جائے گی‘ وہی جہاد کہلائے گی‘ محض جوش و خروش اور خونریزی کو ہرگز جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

جنگی حالات میں انسانیت نوازی کا مظاہرہ:

اسلام کی انسانیت نوازی کی انتہا یہ ہے کہ وہ جنگی حالات میں بھی انسانی حقوق کا مکمل خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جنگ کا دائرہ بے قصوروں تک نہ پھیلے اور مقابلہ صرف قصورواروں کی حد تک رہے۔ اسلام نے دشمنوں کے ساتھ کئے گئے معاہدہ جات کی حتی الامکان پاس داری کرنے کا سبق دیا ہے‘ اور پوری اسلامی تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ مسلمانوں نے علاقائی اور بین الاقوامی معاہدوں کو روبہ عمل لانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی‘ جبکہ ان کے مد مقابل فوجوں کی تاریخ بدعہدی اور غداری کے بدنما دھبوں سے داغدار رہی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ وسعت ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے قابو پانے کے باوجود دشمنوں سے انسانی ہمدردی اور رواداری کا معاملہ کیا ہے‘ جس کی روشن مثال فتح مکہ کا عظیم واقعہ ہے جب چشم فلک نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ محسن انسانیت‘ فخر دوعالم‘ رحمت للعالمین‘ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان دشمنوں کی عام معافی کا اعلان کیا گیا جو کل تک آپؐ کے جانی دشمن تھے‘ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کے خلاف کئی جنگوں کی قیادت کرچکے تھے‘ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو آپؐ نے ان کی دلداری کرتے ہوئے اعلان کیا:

”جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے وہ امن میں ہے‘ جو ہتھیار ڈال دے اس کیلئے معافی ہے‘ اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ”جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوجائے وہ پناہ میں ہے“ مگر ابوسفیانؓ نے کہا کہ: میرے گھر میں آخر کتنے لوگ آپائیں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ”جو کعبہ میں داخل ہوجائے وہ بھی امن میں ہے“ پھر ابوسفیانؓ نے کہا کہ کعبہ میں کتنے لوگ آسکیں گے تو آپؐ نے اعلان کیا کہ جو شخص مسجد حرام میں چلا جائے وہ بھی امن میں ہے‘ ابوسفیانؓ نے اس کو بھی کم سمجھا‘ تو آپؐ نے آخری اعلان یہ فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ جائے وہ بھی امان میں ہے“ یہ سن کر ابوسفیانؓ نے اطمینان کا اظہار کیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۶)

نیز سیرت کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ فتح مکہ سے ایک روز قبل جب ابوسفیانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے حضرت عباسؓ کی پناہ میں اسلامی لشکر میں آئے تھے تو دوران گفتگو انصار مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ نے ان سے یہ جملہ کہہ دیا تھا کہ آج ”یوم الملحمہ“ (گوشت کاٹنے کا دن) ہے۔ آج کعبہ کی عزت تار تار ہوجائے گی۔ یعنی اہل مکہ سے بھرپور انتقام لیا جائے گا۔ حضرت ابوسفیانؓ نے یہ جملہ شکایتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر نقل کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کی تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ:

”آج تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطا فرمائے گا اور آج کے دن کعبہ کو عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔“

پھر آپؐ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو انصار کی فوج کی امارت سے معزول فرمادیا اور فوج کی سب ٹکڑیوں کو حکم دیا کہ اس وقت تک کوئی شخص کسی پر ہتھیار نہ اٹھائے جب تک کہ اس پر مقابل کی طرف

سے حملہ نہ کر دیا جائے۔ (السنن الکبریٰ بیہقی ۹/۲۰۳)

بعدازاں جب آپؐ مکہ معظمہ میں فروکش ہوئے تو آپؐ نے بیت اللہ شریف کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا' اولاً آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی' پھر اعلان کیا کہ جاہلیت کی تمام رسمیں ختم کی جاتی ہیں اور تمام پرانے جانی ومالی تنازعات (جو مکہ میں عام تھے) آج سے فراموش کئے جاتے ہیں' پھر آپؐ قریش سے اس طرح مخاطب ہوئے:

"اے خانوادۂ قریش! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے تمہاری جاہلیت کا غرور اور آباؤ اجداد پر ایک دوسرے سے برتری کا سلسلہ مٹا دیا ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے' پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے)

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام) سے پیدا کیا ہے' اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا' تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔"

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے خاندان قریش! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ سب حاضرین نے کہا کہ ہمیں آپ سے بھلائی کی امید ہے' آپ کریم ابن الکریم ہیں' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:

"جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

(الروض الانف ۴/۱۷۱)

یہ ہے پیغمبر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ مبارکہ! جس کی مثال پیش کرنے سے دنیائے انسانیت عاجز ہے' اسی عظیم انسانی برتاؤ کی تعلیم' اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے۔

جنگ میں عورتوں' بچوں کے قتل کی ممانعت:

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جنگی جنون میں انسان اتنا مدہوش نہ ہو جائے کہ جو بھی اس کے سامنے آئے' اسے اندھا دھند جارحیت کا نشانہ بناتا چلا جائے' بلکہ جنگ کی حالت میں بھی اس بات کا ہوش رکھنا لازم ہے کہ مقابلہ میں سامنے کون ہے؟ جو لوگ مقابلہ میں نہ ہوں یا کمزور اور بے قصور ہوں جیسے عورتیں' بچے' بوڑھے' اور دنیا وما فیہا سے بے خبر ہو کر یکسوئی کے ساتھ عبادت کرنے والے لوگ' تو ان سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ ایسے بے قصوروں کو بلاوجہ قتل کر دینا اسلام میں سنگین جرم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردہ عورت کی لاش دیکھی جسے قتل کر دیا گیا تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف ۲/۸۴' مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۶)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک جہادی لشکر کو روانہ کرتے وقت اس کے کمانڈر کو دس ہدایات دیں:

۱: کسی بچہ کو قتل مت کرنا' ۲: کسی عورت پر ہاتھ مت اٹھانا' ۳: کسی ضعیف بوڑھے کو مت مارنا' ۴: کوئی پھل دار درخت مت کاٹنا' ۵: کسی بکری اور اونٹنی وغیرہ کو خواہ مخواہ ذبح مت کرنا' ہاں اگر کھانے کی ضرورت ہو تو حرج نہیں' ۶: کسی باغ کو نہ جلانا' ۷: کسی باغیچہ میں پانی چھوڑ کر اسے تباہ مت کرنا' ۸: بزدلی مت کرنا' ۹: غنیمت کے مال میں خیانت مت کرنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۷)

نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر روانہ کرتے وقت یہ تاکید فرماتے تھے کہ جو راہب اپنی کٹیوں میں عبادت میں مشغول ہیں' ان کو قتل مت کرنا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۸)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اسلام کسی بھی مرحلہ پر بے قصوروں کے ساتھ زیادتی کو پسند نہیں کرتا' اور اس بارے میں اسلامی تعلیمات فطری طور پر انسانیت کی بقا اور تحفظ کی ضمانت ہیں۔

اس کے برخلاف آج پوری دنیا کا حال یہ ہے کہ کسی بھی جنگ کا دائرہ صرف قصورواروں تک محدود نہیں رہتا' بلکہ مہلک ترین انسانیت کش ہتھیاروں کے ذریعہ قصوروار تو کم ہی ہلاک ہوتے ہیں' بیچارے بے قصور عوام زیادہ نشانہ پر آتے ہیں۔ آج جو طاقتیں اپنے کو انسانی حقوق کا تنہا ٹھیکیدار کہہ کر اسلام کو بدنام کرنے میں مشغول ہیں' ان کی پوری تاریخ لاکھوں بے قصور اور بے سہارا انسانوں کے خون میں لت پت ہے' یہ لوگ انسانی حقوق کے بدترین اور خونخوار قاتل ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ ان کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ جاپان کے دو شہر ہیروشیما اور ناگاساکی ایٹم بم سے تباہ ہوئے جس میں کئی لاکھ افراد چند لمحوں میں لقمۂ اجل بن گئے۔ پھر افغانستان کی طویل خانہ جنگی جس میں کم وبیش ۳۰ لاکھ افراد کام آ چکے ہیں' اور مشرق وسطیٰ میں اسرائیلی دہشت گردی (جس کی پشت پناہی پوری مغربی دنیا کر رہی ہے) جس نے ہزار ہا ہزار عربوں اور فلسطینیوں کو تہہ تیغ کر دیا ہے اور یہ سلسلہ اب بھی برابر جاری ہے۔ نیز عراق پر امریکی پابندیاں'

جس کے نتیجہ میں ایک رپورٹ کے مطابق ۱۶ لاکھ عراقی بچے موت کی آغوش میں جا چکے ہیں' اور چیچنیا' کوسوؤ الجزائر' اور نائیجیریا وغیرہ میں خانہ جنگی کے رستے ہوئے ناسور' جن میں مغربی طاقتیں بلاواسطہ یا بالواسطہ ملوث ہیں' اور اس سے قبل برطانوی سامراج کے مظالم کی المناک اور کربناک داستانیں اس بات کی گواہ ہیں کہ اسلام کو الزام دینے والی طاقتیں خود انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں' انہیں انسانیت عزیز نہیں' بلکہ صرف اور صرف اپنے مفادات عزیز ہیں۔ ان کی انسانیت کشی کے دھبوں سے آج پوری انسانیت داغدار ہے' ہر مصنف مزاج انسان آج ان کی حرکتوں سے نالاں اور متنفر ہے اور مظلوموں کی آہیں ان کا تعاقب کر رہی ہیں۔

مثلہ کرنے اور آگ میں جلانے کی ممانعت:

ہر انسان کے اعضاء اسلام کی نظر میں قابل احترام ہیں' لہٰذا کسی انسانی عضو کا بگاڑنا زندگی میں یا مرنے کے بعد کسی کے لئے جائز نہیں' اسلام اس معاملہ میں مسلم یا غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں کرتا' شریعت اسلامی میں مثلہ (اعضا کا بگاڑنا) قطعاً منع ہے حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/ ۳۶۲)

اسی طرح کسی قیدی یا مجرم کو آگ میں زندہ جلانا بھی شرعاً منع ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ میں (لوگوں کو) اللہ کا (مخصوص آگ کا) عذاب دوں' بلکہ مجھے تو (دشمنوں کی) گردن اڑانے اور انہیں قید کرنے کا حکم دے کر بھیجا گیا ہے۔" (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/ ۴۸۹)

یہ ہے اسلام میں انسانی حقوق کا چارٹر! کہ اسلام میں کسی بدترین دشمن کے ساتھ بھی غیر انسانی سلوک کی اجازت نہیں۔

اب ذرا دوسری طرف نظر ڈالئے' اسلام کو بدنام کرنے والی طاقتیں جو ہر وقت انسانی حقوق کا راگ الاپتے نہیں تھکتیں' آج انہوں نے مہلک ترین اور خوفناک انسانیت کش ہتھیاروں سے دنیا کو بھر دیا ہے' آج تمام بڑی طاقتیں زمین کے بڑے حصہ پر ہولناک تباہی مچانے والے ہتھیاروں سے نہ صرف لیس ہیں' بلکہ وہ ان ہتھیاروں کو اپنے مفادات کیلئے نہایت بے رحمی سے استعمال بھی کر رہی ہیں' افغانستان پر حملہ اور لشکر کشی میں انہی امن کے نام نہاد علمبرداروں نے مل کر ہزار ہا ہزار ٹن بموں کی بارش برسائی جنہوں نے آبادیوں کی آبادیوں تہس نہس کر دیا' نشانہ لگا لگا کر بے قصور افراد کو انہوں نے زندہ جلا ڈالا' آج افغانستان کے جنگلوں' کوہستانوں' وادیوں اور آبادیوں میں انسانی اعضاء کے چیتھڑے بکھرے پڑے ہیں' کتنی لاشوں کو وہاں گور و کفن نصیب نہیں ہوا' کتنے غار وہاں وحشیانہ بمباری سے زندہ انسانوں کے مدفن بن گئے۔ آج دنیا کا یہ غریب ترین ملک یتیموں اور بیواؤں کی آہوں اور سسکیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے' گھر گھر میں ماتم ہے' آنسوؤں کا سیلاب ہے جو تھمنے میں نہیں آ رہا' مگر آج مغربی طاقتوں کا "خوفناک عفریت" ان بے قصوروں کی لاشوں پر فتح کا رقص منا رہا ہے اور ساری دنیا اس زہریلے رقص کا تماشا خاموشی سے دیکھ رہی ہے۔ یہ نسل کشی اور انسانیت کی پامالی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ ظالم اور ملعون طاقتیں آخر کس زبان سے انسانی حقوق کا نام لیتی ہیں؟ ان کے لئے تو انسانیت کا نام لینا بھی باعث شرم و عار ہے' یہ انسانیت کے برملا قتل عام کے بین الاقوامی مجرم ہیں' جو اپنا جرم چھپانے کے لئے اسلام جیسے مقدس اور امن و آشتی کے علمبردار مذہب کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا:

مگر یہ یاد رکھیں کہ اسلام اور اس کی تعلیمات ہمیشہ سے روشن ہیں اور روشن رہیں گی' دنیا میں جب بھی کسی کو سکون کی تلاش ہوگی اور عالمی فتنہ و فساد سے گھبرا کر امن و امان کی فضا میں سانس لینے کی ہوک اٹھے گی تو صرف اور صرف اسلام ہی کا دامن ایسا نظر آئے گا جہاں مظلوموں کو انصاف ملے گا' اور سکون سے محروم لوگوں کو طبعی سکون میسر آئے گا' اس لئے کہ اس کرۂ ارض پر اسلام سے زیادہ انسانیت نواز اور انسانی حقوق کا ضامن نہ کوئی اور مذہب ہے اور نہ کسی اور نظریہ میں اتنی جامعیت ہے کہ ساری دنیا کی انسانی ضرورتوں کی تکمیل کر سکے' یہ وہ فطری مذہب ہے جسے خالق کائنات نے اپنی عظیم حکمت اور وسیع الشان علم کا مظہر بنا کر اپنے بندوں کے سامنے پیش کیا ہے' لہٰذا اس سے بہتر اور اس سے برتر نہ کوئی مذہب ہے اور نہ ہو سکتا ہے' اور اس سے بغض رکھنے والے خواہ اس پر کتنا ہی کیچڑ اچھالیں' اس کی تابناکی میں نہ کوئی فرق آیا ہے' نہ آ سکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان فرمایا ہے:

"چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے (پھونک مار کر) اور اللہ تعالیٰ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

بے شک اللہ کا فرمان برحق ہے اور انشاء اللہ دیر سویر دنیا پر دین حق غالب ہو کر رہے گا' اور اس کے مخالف ذلیل و رسوا ہو کر تاریخ کا عبرتناک باب بن جائیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

☆☆............☆☆

ابدی پیغام

مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت چونکہ بعثتِ عام ہے تو ضروری ہوا کہ کائناتِ انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے خدا کا جو پیغام آپ کے ذریعہ آئے وہ آخری اور کامل و مکمل پیغام ہو اور فطرت کے ایسے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو کہ عقلِ سلیم اور فطرتِ مستقیم تمام کائناتِ انسانی کے لئے اس کو ابدی اور سرمدی پیغام یقین کرے‘ اسی پیغامِ الٰہی کا نام ’’القرآن‘‘ یا ’’الکتاب‘‘ ہے۔

قرآن کی تعلیم اور اس کی دعوت و اصلاح کی حقیقت معلوم کرنے سے قبل چند لمحات کے لئے مذاہبِ عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔

قرآن کے نزول سے قبل کائناتِ انسانی پر چار مذہبی تصور حاوی اور ذہنی فکر و نظر پر اثر انداز تھے: ۱:...... ہندومت‘ ۲:...... مجوسی‘ ۳:...... یہودی‘ ۴:...... مسیحی۔

ہندومت تصورِ الٰہی کے متعلق خواص اور عوام کے لئے دو جدا جدا تخیلات رکھتا تھا۔ خواص کے لئے وحدۃ الوجود (وہ وحدۃ الوجود جو یوگیانہ تصور کا نچوڑ ہے) اور عوام کے لئے اصنام پرستی‘ وحدۃ الوجود کا تصور اس درجہ فلسفیانہ تھا کہ خدا کا صحیح تصور کسی طرح اس راہ سے ممکن نہ تھا‘ اس لئے کہ اگر ایک جانب وہ ہر وجود کو خدا کا جزو مانتا ہے تو دوسری جانب خدا کے لئے کوئی محدود و متعین تخیل بتانے سے عاجز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندومت کے تمام اسکولوں (مذاہب) میں اصنام پرستی ہی کو مذہبی امتیاز رہا اور وہ توحید خالص کو مقبول خاص و عوام نہ بنا سکا۔ چنانچہ ویدک دھرم‘ بدھ مت‘ جین مت وغیرہ‘ بلکہ جدید اصلاحی اسکول (مذہب) آریہ سماج سب کے سب توحید خالص کے تصور سے خالی ہیں۔

مجوسی مذہب کا اعتقادی تصور تو صاف صاف ’’مثنویت‘‘ (دوئی) کی بنیادوں پر قائم ہے یعنی وہ خدا کے تصور و تخیل کو خیر و شر کی جدا جدا دو متقابل قوتوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نور اور خیر کا خدا ’’یزداں‘‘ اور ظلمت و شر کا ’’اہرمن‘‘ ہے‘ اور اس طرح خدائے خیر اور خدائے شر‘ دو خدا‘ کائناتِ ہست و بود پر متصرف اور باہم متقابل ہیں۔

یہودی مذہب اگرچہ خدا کے تصور میں مدعی توحید رہا ہے‘ لیکن موجودہ تورات کے اوراق شاہد ہیں کہ اس کی نگاہ میں خدا کی ہستی تجسّم سے پاک نہیں ہے‘ اسی لئے تورات کا تخیلِ خدا کہیں حضرت یعقوب علیہ السلام سے کشتی لڑتا نظر آتا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس کو پچھاڑ دیتا ہے‘ کہیں اس کی انتڑیوں میں درد ہونے لگتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے چیختا نظر آتا ہے‘ کبھی وہ بنی اسرائیل کو اپنی چہیتی بیوی بنا لیتا ہے‘ تو کبھی مصر سے خروج کے وقت بادل اور آگ کا ستون بن کر بنی اسرائیل کی راہنمائی کرتا نظر آتا ہے اور کبھی اس کی آنکھیں دکھنے آجاتی ہیں وغیرہ وغیرہ‘ اور اس تصور کا آخری مظاہرہ حضرت عزیر (عزرا) علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تسلیم کرنے پر ظاہر ہوتا ہے۔

اسی طرح مسیحی تصور بھی تجسّم و تشبّہ کے چکر میں آکر حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مان لیتا ہے اور اس طرح مشرکانہ عقیدہ ’’اوتار‘‘ کا تخیل اپنا لیتا ہے اور اقانیم ثلثہ (تثلیث) اور مریم پرستی میں حقیقی خدا پرستی کو گم کر بیٹھتا ہے۔

خدا کی ہستی سے متعلق یہ وہ تصورات تھے جن میں دنیا کے بڑے بڑے بنیادی مذاہب نزول قرآن کے وقت مبتلا نظر آتے ہیں۔

ان سب مذاہب میں توحید حقیقی سے غفلت نے رسالت یعنی دعوت حق کے داعی کی شخصیت کے متعلق بھی غلط تصورات پیدا کر دیئے تھے‘ چنانچہ ہندوستان کے مذہبی تصور میں تو رسالت و نبوت اپنے صحیح معنی میں نظر ہی نہیں آتی اور وہ نبی و رسول کے مفہوم سے ہی یکسر ناآشنا نظر آتا ہے‘ اور مجوسی‘ یہودی اور مسیحی مذاہب کے معتقدات میں اگر یہ تصور پایا بھی جاتا ہے تو افراط و تفریط کی شکل میں‘ کبھی ’’ابن اللہ‘‘ ہو کر اور کبھی ’’بداخلاق و بداعمال انسان‘‘ کا پیکر بن کر‘ جیسا کہ تورات میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کے ان کے ساتھ اختلاط کا واقعہ مذکور ہے۔ العیاذ باللہ۔

گویا ان کے نزدیک یا تو ''رسول'' اور داعی حق کی شخصیت کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی' یا پھر خدا کا اوتار اور خدا کا بیٹا بن کر سامنے آتی ہے' اس لئے جس طرح وہ حقیقی توحید سے بیگانہ نظر آتے ہیں' اسی طرح رسالت و نبوت کے صحیح تصور سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔

اسی طرح عالم آخرت کے متعلق بھی ان مذاہب کے تصور کی دنیا افراط و تفریط سے خالی نہیں تھی۔ بعض مذاہب میں تو کائناتِ انسانی مختلف چولوں کے چکر میں گرفتار نظر آتی ہے اور اواگون (تناسخ) کے ناقص فلسفیانہ نقطۂ نگاہ کا رہینِ منت بنی ہوئی ہے اور ایک حد پر پہنچ کر ''برہم'' یعنی خدا میں جذب ہو جانا نجات کا آخری نقطہ متعین کیا جاتا ہے۔ نیز خیر و شر کی جزا و سزا کے بارہ میں ایک قادر مطلق خدا نہیں' بلکہ ایک جبری قانون میں جکڑی ہوئی مجبور ہستی کا تصور پیش کرتا ہے' اور بعض اگرچہ تناسخ کے غلط عقیدہ سے جدا یومِ معاد اور یومِ حساب کے تصور سے آشنا بھی ہیں' لیکن ان کے نزدیک بھی عالم آخرت کا معاملہ اعمالِ صالحہ و سیئہ یا افعال و کردار کے حق و باطل ہونے کی جزا و سزا سے وابستہ نہیں ہے' بلکہ نسلی امتیازات اور جماعتی فرقہ بندی یا پھر کفارہ کے ساتھ مربوط ہے۔

ان چار بنیادی مذاہبِ عالم کے علاوہ مشرکین اور فلاسفہ کی بعض ایسی جماعتیں بھی تھیں جو نہ خدا کی ہستی کی قائل ہیں اور نہ عالم آخرت کی' خدا کی ہستی پر اگر وہ ایمان بھی رکھتی تھیں تو سینکڑوں ہزاروں' بلکہ لاتعداد بتوں کی باطل پرستی کے ساتھ ملوث و مجروح۔

غرض یہ تھے مذاہبِ عالم کے وہ ذہنی تصورات اور فکری معتقدات جن پر کائناتِ انسانی کی روحانی اور سرمدی سعادت کا مدار سمجھا جاتا تھا اور جو بلاشبہ اپنے نتائج و ثمرات کے لحاظ سے کائناتِ انسانی کو مشعلِ ہدایت دکھا کر ''انسانیتِ کبریٰ'' کے درجہ تک پہنچانے اور انسانوں کا خدا کے ساتھ حقیقی معبود و عبد ہونے کا رشتہ قائم کر کے دین و دنیا کی خیر و فلاح تک پہنچانے میں قطعی تہی دامن تھے۔

انہی حالات میں ''اسلام'' کی دعوت و تبلیغ یا ''تعلیمِ حق'' نے رونمائی کی اور کائناتِ انسانی کے ہر شعبۂ حیات میں گویا انقلاب برپا کر کے نیا عالم پیدا کر دیا اور آفتابِ ہدایت کی روشنی سے منور بنا کر اس کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے کلام (قرآن) کے ذریعہ سب سے پہلے عقیدۂ توحید پر روشنی ڈالی اور توحید خالص کی حقیقت واضح کر کے تمام کائناتِ انسانی کو اس کی جانب دعوت دی۔

قرآنِ عزیز کی دعوتِ توحید کا حاصل یہ ہے کہ اللہ ایک ایسی ہستی کا نام ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر قسم کے شرک سے پاک اور وراء الوراء ہے' نہ اس کا کوئی سہیم و شریک ہے اور نہ اس کا ہمتا و ہمسر' اس لئے ''ابنیت'' کا عقیدہ ہو یا ''اوتار'' کا' صنم پرستی ہو یا ثنویت و تثلیث' یہ سب باطل ہیں' وہ یکتا ہے' باپ' بیٹا اور اس قسم کی نسبتوں سے پاک ہے' پرستش کے قابل وہ خود ہے نہ کہ اس کے مظاہر اور اس کی مخلوقات' وہ جس طرح تجسم و تشبہ سے بالاتر ہے' اسی طرح اس کا کوئی مقابل ہے اور نہ کوئی حریفانہ سہیم۔

''اللہ' اس ہستی کا نام ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود اور خدا نہیں ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی نہ خدا ہے نہ معبود' وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور زندگی کا بخشنے والا۔''

''پس تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔''

''اللہ کا کسی کو شریک نہ بنا' اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

''اور خدا تمہارا ایک ہی خدا ہے۔''

یہ اور اسی مضمون کی بے شمار آیات ہیں جو قرآن عزیز میں توحیدِ خالص کی داعی ہیں' لیکن سورۂ اخلاص یا سورۂ توحید میں جس معجزانہ اختصار کے ساتھ توحید سے متعلق موجودہ مذاہب کے ناقص اور غلط تصورات کو باطل کرتے ہوئے توحید خالص کی تعلیم دی گئی ہے وہ خود اپنی نظیر آپ ہے:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اللہ یکتا ذات ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔''

اور اس میں جذبات' حسیات' ادراکات' شعور اور عقل جیسے لطیف اوصاف موجود نظر آتے ہیں' حالانکہ بلاشبہ مادہ کی قوت و استعداد میں یہ معدوم تھے' تو اس میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ انسان سے بلند ضرور ایک ایسی ہستی موجود ہے جو قدرت و ارادہ کی علی الاطلاق مالک اور تمام موجودات کی خالق ہے۔

اس میں کوئی ریب و شک نہیں کہ انسان ایسی ذی عقل' ذی شعور اور صاحب ارادہ ہستی کی تخلیق محض بے فائدہ نہیں ہے اور اس کی زندگی کے اعمال اور کردار کی جزا و سزا کا مظاہرہ نہیں دیکھتے تو وجدان ہی ہمارے لئے رہنمائی کرتا ہے کہ ایک ایسا دن ضرور مقرر ہے جب کائناتِ انسانی اپنے اعمال و کردار کی جزا و سزا کا نتیجہ و ثمرہ پائے گی اور اسی کو یوم القیامہ' یوم الآخرہ اور یوم الحساب کہتے ہیں' چونکہ یہ دن اپنی پائیداری اور قیام کی وجہ سے خاص اہمیت

رکھتا ہے‘ اس لئے یوم القیٰمۃ کہلاتا ہے اور چونکہ دنیائے موجودہ کے بعد ہے اس لئے یوم الآخرۃ ہے اور چونکہ جزاوسزااوراعمال کے محاسبہ پر مشتمل ہوگا اس لئے یوم الحساب ہے۔

”اور منکرین کہتے ہیں کہ قیامت ہم کو تو کبھی نہیں آئے گی۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے ہاں ہاں مجھ کو اپنے پروردگار کی قسم جو عالم الغیب ہے قیامت تو تم کو ضرور پیش آ کر رہے گی۔“

”کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل اور بے کار چھوڑ دیا جائے گا‘ کیا خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے۔“

”گواہ ہے انجیر و زیتون (کے باغات سے سرسبز و شاداب وہ مقام بیت اللحم جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی) اور گواہ ہے طور سینا (جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفرازی نصیب ہوئی) اور گواہ ہے یہ بلدِ امین (مکہ جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی) کہ بلاشبہ ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر قوام سے بنایا‘ پھر اس کو نشیبوں کے سب سے نیچے مقام پر دھکیل دیا‘ مگر وہ انسان جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے‘ ان کے لئے بے منت و احسان اجر و ثواب ہے‘ تو اب وہ کیا بات ہے جو تجھ کو دین (قیامت) کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے‘ کیا اللہ حاکموں میں سب سے بہتر حاکم نہیں ہے۔“ (التین)

سچ تو یہ ہے کہ قرآنِ عزیز کہتا ہے کہ آخرت کے انکار پر منطقی دلائل قائم کرنے اور غلط روش کو اختیار کرکے ادھر ادھر بھٹکنے کی آخر ضرورت کیا ہے‘ جب انسان کی سب سے قریب اور سب سے زیادہ مضبوط دلیل ”وجدان“ خود بخود اس جانب رہنمائی کرتی ہے کہ یہ نظامِ عالم جس طرح حیرت زدہ اور محیرالعقول نظامِ فطرت سے منظم اور قوانینِ فطرت کے ہاتھوں میں مسخر ہے‘ ہو نہیں سکتا کہ یہ خود رو نظام ہو‘ اور جبکہ اس کا کوئی خالق ضرور ہے تو اس نے خیر و شر کے ثمرات و نتائج کے لئے بھی ضرور کوئی وقت مقرر کیا ہے‘ ورنہ یہ کامل و مکمل نظام ثمرہ اور نتیجہ کے پیش نظر ایک مہمل شے ماننی پڑے گی‘ پس نتیجہ اور ثمرہ کا وہ دن ہی ”یوم آخرت“ کے نام سے موسوم ہے جو تناسخ کے چکر سے وابستہ ہے اور نہ ازلیت و ابدیت عالم کا حامل‘ بلکہ جس طرح عالم کی ہر شے کا ایک آغاز ہے اور ایک انجام‘ اسی طرح خود اس پورے عالم کا بھی ایک آغاز اور انجام از بس ضروری ہے۔

پس مومن اور مسلم وہی ہے جو توحید خالص‘ رسالت کے صحیح تصور اور یوم آخرت پر یقین کامل کے سررشتہ کے ساتھ پیوستہ ہو اور یہی وہ تین بنیادی عقائد ہیں جو دین کے حقیقی تصور یعنی ایمان باللہ‘ ایمان بالرسل‘ ایمان بالکتب‘ ایمان بالملائکہ‘ ایمان بالقدر اور ایمان بالآخرۃ سب ہی پر حاوی ہیں‘ اور یہی وہ دین کامل ہے جس کی تشریح قرآن عزیز نے سورۂ بقرہ کے آخری رکوع میں اس طرح کی ہے:

”رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہیں اس شے پر جو ان پر ان کے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے (یعنی قرآن) اور ہر ایک (ایماندار) ایمان رکھتا ہے خدا پر‘ فرشتوں پر‘ سماوی کتب پر‘ اور بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر اور سہیم و شریک ہے۔“

ایک مرتبہ توحید سے متعلق مذاہب عالم کی تعلیم پر اور نظر کیجئے اور پھر ان چند مختصر آیات کو غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے تو آپ اندازہ کر سکیں گے کہ پہلی دو آیات میں توحید خالص کا صحیح اور حقیقی تصور پیش کر دیا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ ایسی ہستی کا نام ہے جو یکتا و بے ہمتا ہے۔ ساری کائنات اس کی محتاج ہے اور وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک اور بے نیاز ہے‘ وہ صمد ہے یعنی مجموعہ کمالات صرف صمدیت کا حصہ ہے اور بس۔

اس کے بعد وہ نصاریٰ اور یہود سے مخاطب ہو کر شمع ہدایت دکھاتا ہے کہ اللہ اس ہستی کو کہتے ہیں جو باپ اور بیٹے جیسی فانی نسبتوں سے بالاتر ہے‘ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا‘ اور اسی طرح ہندو دھرم سے کہتا ہے کہ ایسی لازوال ہستی کی مقدس شان اس سے بلند و بالا ہے کہ وہ کسی انسان یا حیوان کے جسم میں محدود ہو کر ”اوتار“ کہلائے یا اس معبود مطلق کے ساتھ چھوٹے چھوٹے معبودوں کا سلسلہ قائم کر کے کسی مخلوق کو اس کا سہیم و شریک ٹھہرایا جائے‘ اور وہ مجوس اور ویدک دھرم کے ان پجاریوں کو مخاطب کرتا ہے جو اس کو یزداں کہہ کر اہرمن کو اس کا مقابل حریف تسلیم کرتے ہیں‘ یا روح (جیو) اور مادہ (پرکرتی) کو خدا کے ساتھ ازلی و ابدی (قدیم و غیر مخلوق) کہہ کر ان چیزوں کو خدا کا کفو اور ہمسر بتلاتے ہیں اور کہتا ہے: ”و لم یکن لہ کفواً احد“ خدا اس ہستی کا نام ہے جس کا نہ کوئی ہمسر اور حریف ہے اور نہ اس کی طرح انادی (قدیم) اور غیر مخلوق ہے۔

غرض قرآن عزیز نے خدا کی ذات واحد سے متعلق ان تمام نسبتوں کا قطعی انکار کر کے جو توحید خالص کے کسی طرح بھی معارض ہوتی تھیں‘ اس کو یکتا اور بے ہمتا ظاہر کیا ہے اور اس طرح

شرک فی الذات اور شرک فی الصفات کا قلع قمع کر دیا ہے اور شرک الوہیت اور ربوبیت میں شرک کے خلاف توحید اور صرف توحید کو ہی اسلام کا بنیادی تصور قرار دیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جس طرح قرآن نے توحید کے تمام اطراف و جوانب کو نقص و [illegible] جانب راہ نمائی کی اور ہر قسم کے جسم سے بلند تر ہو کر اور بتلا کر توحید کامل کی جانب دعوت دی' اسی طرح اس نے توحید کے اس فلسفیانہ عقیدہ کو بھی باطل ثابت کیا جو اس باب میں تفریط کی حد تک بڑھ کر صفات الٰہی کا بھی منکر ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ قادر ہے بغیر قدرت کے' خالق ہے بغیر خلق کے' بصیر ہے بغیر رؤیت کے' سمیع ہے بغیر سمع کے' وغیرہ وغیرہ۔ اس عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ خدا ایسی ہستی کا نام ہے جس کے لئے ''تعطل'' لازم ہے' جیسا کہ پہلی تعلیمات کا حاصل یہ تھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا کے لئے جسم ضروری ہے۔

قرآن نے کہا کہ پہلی کیفیت اگر افراط پر مبنی تھی تو یہ دوسری تفریط پر قائم ہے' اس لئے کہ ایک ذات کے لئے متعدد صفات کمال کا ہونا ذات کی وحدت پر اثر انداز نہیں ہوتا' اس لئے بلاشبہ وہ سمیع و بصیر ہے' سنتا ہے اور دیکھتا ہے' لاریب وہ قدرت کاملہ کے ساتھ قادر ہے اور صفت رحم و کرم کے ساتھ رحیم و کریم ہے' البتہ اس کی صفت سمع و بصر' صفت رحم و کرم وغیرہ صفات کا انسانی صفات سمع و بصر سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے اور جس طرح وہ اپنی ذات میں بے ہمتا اور یکتا ہے' اسی طرح صفات میں بھی ہے۔

''اس (خدا) کی کوئی مثال نہیں اور یہ حقیقت ہے کہ وہ سنتا ہے' دیکھتا ہے۔''

غور فرمایئے کہ کس معجزانہ تعبیر کے ساتھ ایک ہی آیت اور ایک ہی جملہ میں اس کی صفات کمالیہ کا اعتراف بھی مذکور ہے اور یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ خدا کی ان صفات کو انسانی صفات کی طرح نہ سمجھو' بلکہ اس کی ذات کی طرح اس کی صفات بھی ''لیس کمثلہ شئی'' کے عنوان سے معنون [illegible] و بے نظیر ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ خدائے برتر کی توحید جب ہی حقیقی توحید کہلا سکتی ہے کہ اس میں نہ تجسم کا عقیدہ شامل حال ہو اور نہ تعطل کا' کہ یہ دونوں افراط و تفریط کی راہیں ہیں' بلکہ عقیدہ یہ ہو کہ اللہ اپنی ذات میں بے ہمتا و یکتا ہے اور اپنی صفات میں بھی' اور وہ ہر طرح کے شرک و کفو سے پاک اور برتر ہے۔

توحید حقیقی کے ثبوت کے بعد قرآن نے ''رسالت'' کے بنیادی عقیدہ کی اصلاح بھی ضروری سمجھی اور اس نے بتلایا کہ کسی تعلیم کے حسن و قبح میں معلم کی شخصیت کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے' کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اچھی تعلیم کا معلّم' بدعمل انسان ہو یا بری تعلیم کا معلّم' نیکوکار' جبکہ یہ ایک حقیقت ثانیہ ہے کہ خدا ہر ایک انسان کے ساتھ براہ راست ہم کلام نہیں ہوتا' تو از بس ضروری تھا کہ کائناتِ انسانی کی ہدایت کے لئے ایک انسان ہی کو معلّم بنایا جائے اور وہی خدا کی جانب سے رسالت اور پیغامبری کا فریضہ انجام دے۔

پس بشری اوصاف سے متصف یہ انسان نہ خدا ہو گا اور نہ خدا کا بیٹا یا خدا کا اوتار بلکہ بشر اور انسان ہی رہے گا۔ نیز خدا کے پیغامبر ہونے کی وجہ سے پاکی اور تقدس کا جو رشتہ اس کو خدا کی درگاہ سے وابستہ کئے ہوئے ہے' اس کے پیش نظر اس کی ہستی کا نہ انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو دوسرے انسانوں کے مساوی کہا جا سکتا ہے' اس لئے قرآن نے جگہ جگہ مسیح ابن مریم اور عزیر (علیہم السلام) کے متعلق اس حقیقت کو واضح کیا کہ وہ خدا کے مقدس رسول ہیں' خدا' یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی بتلایا کہ اگر ایک انسان تمہاری طرح کھاتا پیتا بھی ہے اور بازاروں میں چلتا [illegible] ساتھ معاشرتی زندگی بھی بسر کرتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ وہ خدا کا فرستادہ ''رسول'' نہیں ہے؟ اور یہ کس طرح جائز ہے کہ ایک صادق و امین ہستی کے اس دعویٰ کو تم محض قیاس کی بنا پر جھٹلا دو کہ وہ خدا کا رسول نہیں ہے۔

پس جس کتاب میں نبوت و رسالت سے متعلق صحیح تصور موجود نہ ہو' وہ کبھی اپنی مذہبی تعلیمات کی صداقت کی مکمل تصویر پیش نہیں کر سکتی' یہی وہ عقیدہ ہے جس کی حقیقت میں ''رسولوں' کتابوں اور ملائکہ پر ایمان'' سب بنیادی عقائد سمٹ کر جذب ہو جاتے ہیں۔

قرآن کہتا ہے کہ جب ہدایتِ انسانی کے لئے خدا تعالیٰ اپنی پیغامبری کے لئے ایک انسان اور بشر کو ہی چن لیتا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان نے جب سے اس کائنات میں قدم رکھا ہے' اسی وقت سے رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ قائم ہے:

''کوئی گروہ یا جماعت ایسی نہیں ہے جس میں ہماری جانب سے نذیر (پیغامبر) نہ گزرا ہو۔'' (فاطر)

''اور ہر قوم کے لئے ہادی آئے ہیں۔'' (رعد)

''ان میں سے بعض کے واقعات کا ہم نے قرآن میں تذکرہ کر دیا ہے اور

بعض ایسے ہیں جن کا تذکرہ قرآن میں نہیں کیا۔" (مؤمن)

یہ یقین لانا بھی ضروری ہے کہ جب خدا ایک ہے اور اس کی تعلیم ایک' تو بلاشبہ تمام پیغمبرانِ خدا کی بنیادی تعلیم بھی ایک ہی رہی ہے' اس لئے اگر خدا کے کسی ایک برحق نبی ورسول کا بھی انکار کر دیا گیا تو گویا اس نے پوری دعوتِ قرآنی کا انکار کر دیا' پس یہ ایمان ضروری ہوا کہ:

"ہم خدا کے پیغمبروں میں پیغمبر ہونے کے لحاظ سے کسی کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے (کہ ایک کو مان لیں اور دوسرے کا انکار کر دیں)۔"

لہٰذا جب تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہوا تو ان پر نازل شدہ تمام کتب سماویہ پر ایمان لانا بھی جزو ایمان ہوگا' ورنہ تو ایک جانب سے ایمان لاکر دوسری جانب سے اس پیغمبر کی صداقت کا انکار لازم آئے گا' اور جب رسالت اور رسالت کے ساتھ کتب سماویہ پر ایمان حقیقت ثابتہ بن جائے تو اللہ کے فرشتوں پر اس لئے ایمان لانا ضروری ہوگا کہ خدا کے ان پیغمبروں نے یہ صاف صاف اعلان کیا ہے کہ خدا کی جانب سے ان پر یہ وحی خدا کا فرشتہ لے کر آتا ہے تو اب یا ہم اس پیغمبر کی صداقت کا انکار کر دیں یا پھر بن دیکھے فرشتے پر اس لئے ایمان لے آئیں کہ بتلانے والی ہستی اپنے کردار و اعمال میں ہر طرح صادق و امین اور امراض دماغی وقلبی "جنون وسحر" سے ہر طرح پاک ہے اور ضروری نہیں کہ جس شے کو آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا نہ ہو وہ حقیقت میں بھی غیر موجود ہو' کیونکہ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی شے کے عدم علم سے اس شے کا عدم لازم نہیں آتا یعنی یہ ضروری نہیں کہ جس بات کو ہم نہیں جانتے' وہ واقع میں بھی موجود نہ ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے آخری اور مکمل پیغام قرآن کے ذریعہ تیسری بنیادی اصلاح "یوم آخرت" سے متعلق فرمائی' مذاہب عالم اس سلسلہ میں بھی راہِ مستقیم سے روگرداں اور افراط وتفریط کے بحر ظلمات میں پھنسے ہوئے تھے وہ یا تو آواگون (تناسخ) کے چکر میں یوم آخرت کے اس تصور سے قطعاً بیگانہ ہو چکے تھے اور قیامت کا تعلق' انسانی اعمال کی جزاوسزا کا معیار اعمال وکردار کی جگہ نسل وخاندان اور سوسائٹی کی معاشرتی گروہ بندی پر سمجھ بیٹھے تھے اور "کفارہ" کو عقیدہ بنا کر حساب ومحاسبۂ اعمال سے مطمئن ہو چکے تھے' مشرکین اور بعض فلاسفہ نے تو یوم آخرت کے وجود ہی کا انکار کر دیا تھا اور ان کی سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ آج کا مردہ انسان کل کس طرح جسم بن کر اپنی روح کے لئے لباس بن سکے گا۔

قرآن نے نازل ہو کر دنیائے انسانی کو بتایا کہ اس صاف اور واضح بات کے سمجھنے میں آخر تم پر کیوں وحشت طاری ہوتی ہے؟ اور تمہاری عقل اس کو کیوں نہیں تسلیم کرتی کہ جس خالق کائنات اور بدیع السمٰوٰت والارض نے نمونہ اور نقشہ کے بغیر یہ عجیب وغریب عالم پیدا کر دیا' وہ بلاشبہ اس پر قادر ہے کہ ماضی میں مخلوق اور حال میں مردہ بوسیدہ ہستی کو مستقبل میں دوبارہ وجود عطا فرمادے اور اس کے منتشر اجزا کو جمع کر کے دوبارہ وہی جسمانی ہیئت عطا کر دے اور سابق روح کو اس میں واپس کر دے۔

یا تو صاف کہو کہ اس کائنات کو کسی بلند وبالا ہستی نے پیدا نہیں کیا' جس کو خدا (اللہ) کہتے ہیں اور اگر یہ مانتے ہو تو یہ قطعاً عقل کے خلاف ہے کہ جو ابتدائی آفرینش کر سکے وہ اس آفرینش کو دہرا نہ سکے:

"اور انسان کہتا ہے کہ بھلا جب میں مرگیا تو کیا میں (قبر سے) زندہ نکالا جاؤں گا' کیا انسان یہ یاد نہیں کرتا کہ ہم نے پہلے اسے پیدا کیا' حالانکہ وہ کوئی چیز نہیں تھا۔"

"اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش کی حقیقت کو بھول گیا' کہتا ہے کہ ہڈیاں جب گل کر خاک ہوگئی ہوں تو کون ہے جو ان کو زندہ کر کے کھڑا کر دے' (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) کہہ دیجئے کہ جس نے ان ہڈیوں کو پہلی بار پیدا کیا تھا وہی ان کو زندہ کرے گا اور وہ سب کا پیدا کرنا جانتا ہے۔"

یہ مشرکین مکہ تھے جو خدا اور خالقیت خدا کے تو قائل تھے' مگر دوسری زندگی کے منکر و کافر تھے' پھر اس نے ان کو بھی مخاطب کیا جو کہتے تھے کہ آخرت کا تصور اس لئے فضول ہے کہ یہ کائنات کسی کی مخلوق ہی نہیں۔ مادہ اور اس کی حرکت یونہی ازل سے ابد تک کائنات کا رنگ وروپ اختیار کئے ہوئے ہے اور حرکت وکشش دو قوتیں اس نظامِ عالم کے ہر قسم کے تنوعات کی کفیل ہیں' قرآن نے کہا: یہ گمراہ کن تصور ایک بنیادی غلط فہمی پر مبنی ہے' وہ یہ کہ عقل اور سائنس کے خلاف یہ سمجھ لیا گیا کہ ذرات مادہ میں شعور وارادہ نہ ہونے کے باوجود حرکت' قوت استعداد اور کشش کے ذریعہ خود بخود ایسی اشیاء وجود پذیر ہو سکتی ہیں جن کا مواد (میٹریل) ان ذرات میں موجود نہیں یعنی مادہ میں بالقوہ بھی نہ شعور ہے اور نہ ارادہ' نہ جذبات ہیں نہ احساسات' نہ ادراکات ہیں اور نہ عقل وتمیز' ورنہ تو جسم کو بالقوہ ان صفات کا حامل کہنا بجا ہوتا' لیکن یہ مسلمات میں سے ہے کہ جسم کو نہ شعوری کہہ

سکتے ہیں نہ جذباتی‘ نہ ذی ادراک کہا جا سکتا ہے اور نہ ذی عقل و صاحب تمیز‘ پس دلیل ’’وجدان‘‘ جو فطری دلائل میں سب سے مضبوط اور نیچرل دلیل ہے‘ وہ اس حقیقت کو تسلیم کراتی ہے کہ جب تمام موجودات عالم کی ارتقائی ہستی اور اشرف الموجودات:

’’اس کے رسولوں پر (وہ کہتے ہیں خدایا) ہم تیرے پیغمبروں کے درمیان کسی ایک کو بھی پیغمبر تسلیم کرنے کے سلسلہ میں فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے تیرا حکم سنا اور اس کی پیروی کی‘ اے پروردگار ہم تجھ سے مغفرت کے خواہاں ہیں اور ہم کو آخر کار تیری ہی جانب لوٹنا ہے۔‘‘

مابعد الطبیعاتی عقائد و افکار سے متعلق قرآن حکیم کی یہی وہ اصلاحی اور انقلابی تعلیمات تھیں جن کو نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اول عرب کے سامنے روشناس کرایا اور پھر تمام کائنات انسانی تک پہنچا کر مذاہب کی دنیا ہی بدل ڈالی اور اسلام کی اس دعوت توحید نے مذاہب عالم میں ہلچل پیدا کر دی اور کسی نہ کسی رنگ میں ان کو توحید حقیقی کے اس ارتقائی نقطہ کی جانب جھکنا پڑا اور اس نے صرف یہی نہیں کیا کہ خدا اور اس کے بندوں کے درمیان رشتہ معبودیت و عبودیت ہی کو صحیح نقطہ نظر پر استوار اور عقائد اور مابعد الطبیعاتی افکار کے رخ روشن کو آشکارا کر دیا‘ بلکہ اس نے ’’ایمان اور عمل صالح‘‘ کو دین کی بنیاد بنا کر اخلاق‘ معاشرت‘ معاش‘ غرض مذہب اور اجتماعی سیاست سب ہی کو اصلاح و انقلاب کے سانچے میں ڈھال کر دنیا کی صحیح راہنمائی کا حق ادا کر دیا۔

☆☆.................☆☆

طاہر احمد ولد مقبول شاہ ساکن آچینی پایان پشاور

کی قادیانیت سے برأت اور قبول اسلام

پشاور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے مطابق آچینی پایان میں قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلم طاہر احمد کا تحریری بیان درج ذیل ہے:

’’میں مسمی طاہر احمد ولد مقبول شاہ ساکن آچینی پایان پشاور‘ پیدائشی مرزائی تھا‘ جس کے باعث مرزا غلام احمد قادیانی ولد مرزا غلام مرتضیٰ کا مکمل طور پر پیروکار تھا اور مرزا قادیانی کے ہر قسم کے دعاوی کی تصدیق کرتے ہوئے جماعت مرزائیہ کے ساتھ پوری طرح وابستہ رہا‘ چونکہ مجھے امریکی شہریت حاصل تھی‘ ایک طویل عرصہ کے بعد وطن واپسی ہوئی‘ اب یہاں آ کر علاقہ کے علمائے کرام اور عام مسلمانوں سے ملاقاتوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جملہ دعاوی میں جھوٹا اور کذاب تھا‘ اس کے مطبوعہ لٹریچر کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کذاب مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی میں شرافت کی نشانی تک موجود نہ تھی اور قادیانی جماعت کی ساری عمارت دجل و فریب‘ دھوکا کا مکمل گورکھ دھندا ہے اور یہ جماعت حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ شجر خبیثہ ہے۔

آج میں بمعہ اہلیہ اور دونوں بچیوں کے بغیر کسی دباؤ اور لالچ کے قادیانیت کے کفر سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہوئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس و اطہر سے مکمل وابستگی کا اعلان کرتا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں‘ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہدایت ہے اور اسلام ہی دین حق ہے۔ قرآن مجید اور ارشادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا تھا اور قرب قیامت میں دین اسلام کی نصرت کی خاطر آپ آسمان سے دنیا میں نزول فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر علماء کرام اور علاقہ کے مسلمانوں کی موجودگی میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے‘ میری اہلیہ اور بچیوں کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائیں‘ میں علماء کرام اور مسلمانان علاقہ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں کا بے حد ممنون ہوں جن کے پُرخلوص تعاون سے مجھے ہدایت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ! آج صبح میں نے مقامی پولیس افسروں کی موجودگی میں بھی اپنے دستخطوں سے قبول اسلام اور قادیانیت کے کفر کا اظہار کیا‘ میری آپ سے درخواست ہے کہ میرے حق میں اسلام پر مکمل استقامت کی دعا فرمایا کریں۔ اللہ تعالیٰ مرزائیت سے وابستہ دیگر گمراہ افراد کو بھی ہدایت سے نواز کر اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کسب معاش کی فضیلت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

مولانا حکیم سید عبدالحسنیؒ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"پھر جب نماز ہوچکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔" (الجمعہ:۱۰)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں تجارت کے ذریعہ) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔" (البقرہ:۱۸۹)

اسی طرح ارشاد ہے:

"حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔" (البقرہ:۲۷۵)

نیز ارشاد فرمایا ہے:

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ' ہاں اگر اس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو تو جائز ہے)۔" (النساء:۲۹)

اور ارشاد ہے:

"اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی ہوئی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے معاش تلاش کرو۔" (الفاطر:۱۲)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔" (النور:۳۷)

نیز ارشاد فرمایا:

"مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کھاتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے راہ خدا میں خرچ کرو۔" (البقرہ:۲۶۷)

مانگنا اچھی چیز نہیں:

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ پر آئے اور لکڑی کا ایک بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد لائے' اس کو بیچے' اللہ اس کی وجہ سے بقدر ضرورت دے دے' تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے' اور لوگوں کی خوشی پر موقوف ہے' دیں نہ دیں۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لکڑی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد لائے' تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ دیں نہ دیں۔ (بخاری)

بڑے بڑے پیغمبر اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے ان سے بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا کہ آدمی اپنے ہاتھ کی محنت کا کھائے' بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاتے تھے۔ (بخاری)

حضرت زکریاؑ کی محنت و مزدوری:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

صدقہ' خیرات میں مال داروں کا حق نہیں:

حضرت عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے صدقہ و خیرات مانگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر ڈال کر اوپر سے نیچے تک دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توانا و تندرست محسوس کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم چاہو تو میں تم کو دے دوں (مگر یہ سمجھ لو کہ) اور (تم جیسے) تندرست و توانا لوگوں کا اس میں حصہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

یتیم کا مال تجارت کر کے بڑھانا چاہئے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی یتیم کا ولی بنے‘ اس کو چاہئے کہ اس یتیم کے مال کو تجارت کر کے بڑھاتا رہے‘ ایسا نہ کرے کہ اس کو بڑھائے نہیں اور صدقہ دیتے دیتے اس کا مال ختم ہوجائے۔ (ترمذی)

زمانۂ حج میں تجارت کا جواز:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز (ان جگہوں پر لوگ میلہ کے طور پر بازار لگایا کرتے تھے) زمانۂ جاہلیت کے بازار تھے‘ تو صحابہ کرامؓ نے زمانۂ حج میں تجارت کو گناہ سمجھا‘ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ”اس کا تم کو کوئی گناہ نہیں کہ (تم حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) رزق تلاش کرو‘ اپنے پروردگار سے۔“ (بخاری)

تجارت کی برکت:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے در سعد بن الربیع کے درمیان مواخات کروائی تو سعد بن الربیع نے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں‘ میں اپنا آدھا مال تم کو دیتا ہوں‘ تم دیکھو میری دونوں بیویوں میں سے جس کے خواہشمند ہو اس سے میں تمہارے لئے دستبردار ہوجاؤں (طلاق دے دوں) جب عدت گزر جائے تو تم اس سے نکاح کرلو‘ حضرت عبدالرحمن نے فرمایا‘ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں (بس مجھ کو یہ بتادو کہ) یہاں کوئی بازار ہے‘ جہاں خرید وفروخت ہوتی ہو؟ سعد بن ربیع نے کہا: قینقاع کا بازار ہے‘ دوسرے دن حضرت عبدالرحمن بازار گئے‘ اور پنیر اور گھی لائے‘ پھر اسی طرح برابر صبح جاتے رہے‘ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک دن آئے اور ان کے کپڑوں پر سہاگ عطر کا اثر تھا‘ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے شادی کرلی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آپؐ نے پوچھا کس سے؟ انہوں نے جواب دیا: انصار کی ایک خاتون سے‘ پھر آپؐ نے پوچھا: کیا دیا؟ (مہر) تو انہوں نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے (یعنی ۳ درہم) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو‘ چاہے ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

مہاجرین کا تجارت اور انصار کا کھیتی باڑی کرنا:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بہت کثرت سے بیان کرتا ہے‘ کیا بات ہے کہ مہاجرین وانصار ابوہریرہؓ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مہاجرین تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں بازاروں میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر چیز سے فارغ ہوکر خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہتا تھا‘ وہ غیر حاضر رہتے‘ میں حاضر رہتا‘ وہ بھول جاتے‘ میں یاد کرلیتا اور میرے انصار بھائیوں کو اپنی کھیتی باڑی سے فرصت نہ ملتی اور میں فقراء صفہ میں سے ایک فقیر تھا‘ وہ جب بھول جاتے تو میں یاد رکھتا۔ (بخاری)

حضرت ابوبکرؓ کا تجارت میں مشقت اٹھانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بارِ خلافت سنبھالا تو فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرے پیشہ کی آمدنی میرے اہل وعیال کے نان ونفقہ کے لئے ناکافی نہیں تھی‘ اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوں‘ لہٰذا اب ابوبکرؓ کے متعلقین اس (سرکاری) مال سے کھائیں گے (مسلمانوں کے نفع کی خاطر) تجارت میں لگائیں گے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکرؓ کے تقویٰ و پرہیز گاری اور عزیمت پر عمل کی مثال نہیں مل سکتی‘ اسی لئے آپ کو صدیقیت کا وہ بلند مقام ملا جو آپ ہی کا حصہ تھا‘ آپ نے خلافت کے بعد جب مجبوراً بیت المال سے کچھ لینا شروع کیا تو اس کے بعد مسلمانوں کے معاملات کی نگہداشت‘ ان کی تجارت کے فروغ اور ان کی غذا کی فراہمی کے لئے کوشاں رہے جو آپ پر بحیثیت خلیفہ واجب نہیں تھا۔ (خلفاً راشدین مجمع بحارالانوار)

بیع صرف کا حکم:

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگ تجارت کرتے تھے‘ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر دست بدست (نقد) ہو تو کوئی حرج نہیں‘ اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

سونے چاندی اور ایک دوسرے کی آپس میں بیع کے بارے میں تفصیلی مسائل کو فقہ کی کتابوں سے دیکھنا چاہئے۔

مقروض سے مطالبہ کرنے میں نرمی اور خرید وفروخت میں سخاوت:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا ایک بندہ جس کو اللہ نے مال سے سرفراز فرمایا تھا‘ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کیا گیا (یعنی قبر میں یا حشر کے دن) اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تو نے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

دنیا میں کیا کیا عمل کئے؟ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے) وہ بندہ عرض کرے گا تو نے مجھ کو مال عطا فرمایا تو میں لوگوں کے خرید وفروخت کے وقت نرمی اور سخاوت سے کام لیتا تھا' مالدار سے آسانی کا برتاؤ کرتا تھا' اور نادار کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ درگزر کا حق رکھتا ہوں' پھر فرمائے گا: میرے بندہ سے درگزر کرو۔ عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔ (مسلم)

بیچی جانے والی چیز کا عیب چھپانے کی سخت ممانعت اور وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غلّہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے' آپؐ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر داخل کردیا' تو آپؐ کی انگلیوں نے گیلا پن محسوس کیا' آپؐ نے اس غلہ فروش دکاندار سے فرمایا کہ یہ تری اور گیلا پن کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ غلہ پر بارش کی بوندیں پڑ گئی تھیں' آپؐ نے فرمایا: اس بھیگے ہوئے غلہ کو تم نے ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رہنے دیا' تاکہ خریدنے والے لوگ اس کو دیکھ سکتے' جو آدمی دھوکا بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

جھوٹ سے تجارت کی برکت اٹھنا:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرید وفروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک الگ نہ ہوں (خرید وفروخت کے معاملہ میں اگر بیچنے والا یا خریدنے والا دونوں میں سے کوئی ایک یہ شرط کرے کہ ایک دن یا دو تین دن تک مجھے اختیار ہوگا کہ میں چاہوں تو اس معاملہ کو ختم کردوں تو جائز ہے' امام نسائی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک اس طرح کئے بغیر بھی دونوں کو اس وقت تک معاملہ فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے جب تک وہ دونوں اسی جگہ رہیں' لیکن اگر کوئی ایک بھی اس جگہ سے ہٹ جائے اور علیحدہ ہوجائے تو یہ اختیار ختم ہوجائے گا) اگر وہ سچ بولیں تو ان کی سوداگری میں برکت دی جائے گی اور اگر جھوٹ بولیں (گے) تو ان کی سوداگری کی برکت ہٹادی جائے گی۔ (ایک چیز ہے روپیہ کی زیادتی اور ایک چیز ہے روپیہ کی برکت' برکت یہ ہے کہ ان کو اس کا موقع ملے کہ روپیہ کام آئے' نیک عمل کی توفیق ہو' یہ نہیں ہوگا' زادسفر)۔ (بخاری ومسلم)

دھوکے باز تاجر کا حشر خراب ہوگا:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر لوگ سوائے ان کے جنہوں نے تقویٰ' نیکی اور سچائی کا رویہ اختیار کیا' قیامت میں فاجر اور بدکار اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

شجرکاری اور کاشت میں نفع ہی نفع:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے اور اس سے انسان فائدہ اٹھائیں یا پرند' تو اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

بٹائی پر زمین دینا:

حضرت عمر بن دینارؒ تابعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاؤسؒ (تابعی) سے ایک بار کہا: آپ بٹائی پر زمین اٹھانا چھوڑ دیتے تو اچھا ہوتا کیونکہ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا' تو انہوں نے کہا کہ میرا طریقہ یہ ہے کہ کاشت کاروں کو کاشت کے لئے زمین بھی دیتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی ان کی مدد کرتا ہوں' اور امت کے بڑے عالم یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ کو بتایا تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو بٹائی پر اٹھانے سے منع نہیں فرمایا' البتہ یہ فرمایا تھا کہ اپنی زمین اپنے دوسرے بھائی کو کاشت کے لئے دے دینا اس سے بہتر ہے کہ اس پر کوئی مقررہ لگان وصول کرے۔ (بخاری)

پیداوار کے نصف حصہ پر معاملہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے پیداوار (کاشت ہو یا پھل) کے نصف حصہ پر معاملہ کیا' آپؐ اپنی ازواج مطہرات کو سو وسق (اہل مدینہ کے ناپ کے پیمانوں میں اہم پیمانے مُد' صاع اور اور وسق تھے' مُد دو چلو کے بقدر غلہ یا پانی کو کہتے تھے' یہ دو چلو متوسط آدمی کے ہاتھوں کے بقدر پائے گئے ہیں' چار مُد کا ایک صاع اور ۶۰ صاع کا ایک وسق شمار کیا جاتا تھا۔ ایک مد مساوی ہوگا ۵۲۴ گرام وزن کے گیہوں یا ۸۱۶ گرام پانی اور ایک صاع مساوی ہوگا ۲۱۷۲ گرام وزن کے گیہوں یا ۳۲۶۴ گرام پانی کے' جزیرۃ العرب) عنایت فرماتے' اسی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے' حضرت عمرؓ نے خیبر کے حصے کردیئے اور ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ زمین و پانی والا حصہ لے لیں یا سابقہ حصہ ان کے لئے برقرار رکھا جائے' تو ان میں سے کسی نے زمین والا حصہ لیا اور کسی نے وسق والا حصہ' حضرت عائشہؓ نے زمین والا حصہ اختیار کیا۔ (بخاری)

☆☆..........☆☆

انسانیت کا سچا درد

آج کس چیز کی محتاجی ہے؟ کیا چیز دنیا سے کھو گئی ہے؟ خدا کے لئے غور کیجئے۔ کیا چیز اس وقت دنیا کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ نیک ارادہ نہیں‘ انسان کی قدر نہیں‘ انسانیت کی فکر نہیں‘ خطرات ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں‘ ان کی کسی کو پروا نہیں۔ اپنی اپنی تو فکر ہے‘ لیکن کسی کو عام انسانیت کی فکر نہیں۔

اگر تیسری جنگ عظیم چھڑ گئی اور ہائیڈ روجن بم‘ اور ایٹم بم چلا دیئے گئے تو دنیا کا کیا حشر ہوگا؟ باتیں تو اس کی بہت کی جا رہی ہیں‘ چرچے تو اس کے ہر طرف ہیں‘ لیکن کسی کو اس کا سچا درد نہیں ہے‘ اور جو لوگ کچھ کر سکتے ہیں اور انسانیت کو بچا سکتے ہیں‘ وہ سب سے زیادہ ان وسائل کی تیاری میں منہمک ہیں۔

یہ سمجھ لیجئے کہ نئی جنگ کے لئے ساری قومیں اور دنیا کی ساری طاقتیں پر تول رہی ہیں اور ساری دنیا میں جو کچھ ریس ہے‘ وہ اسی کی ہے۔

کسی کو بدی سے نفرت نہیں‘ کسی کو انسان کی تباہی کا غم نہیں ہے‘ حقیقی دکھ اور صدمہ ہونا چاہئے‘ جیسے باپ کو اولاد کا صدمہ ہوتا ہے‘ بھائی کو بھائی کا صدمہ ہوتا ہے‘ وہ صدمہ کسی کو نہیں۔

صرف زبانی باتیں ہیں‘ امریکا سے لے کر آپ ایشیا کے آخری سرے تک چلے جائیے‘ آپ کو ہر جگہ باتیں ملیں گی‘ لیکن اس کے اندر درد مفقود ہے‘ جو درد‘ کراہ اور کسک ہوتی ہے‘ وہ کسی میں آپ نہیں پائیں گے۔

اس میں سارا حصہ عقل کا ہے‘ سارا حصہ ذہانت کا ہے‘ دنیا کے خطرات سے واقفیت اور اس کی تحلیل اور تجزیہ ایسا کریں گے کہ معلوم ہوگا کہ جیسے کسی معمل (تجربہ گاہ) میں کسی چیز کے الگ الگ اجزاء کئے جاتے ہیں‘ بالکل ہندی کی چندی

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی حسنیؒ

کرکے آپ کو بتا دیں گے کہ کیا خطرہ درپیش ہے۔

لیکن اس کے اندر جو انسانیت کا درد ہے‘ یا دل کی کسک ہے‘ وہ نہیں ہوتی‘ جیسے آدمی اپنے گھر کا کوئی واقعہ بیان کرتا ہے تو اس کا لہجہ اور ہوتا ہے‘ آنسو اس کی آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے ہوتے ہیں‘ آواز مرتعش ہوتی ہے‘ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل رو رہا ہے۔

آج دنیا کے بڑے بڑے فلسفی نہایت اطمینان سے دنیا کے خطروں کو بیان کرتے ہیں‘ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کوئی بہت خوش آئند بات ہو‘ کوئی مبارک واقعہ ہو جس کو مزہ لے لے کر بیان کیا جائے‘ اس لئے کہ انسانیت سے کسی کو حقیقی اور قلبی تعلق نہیں ہے‘ سب زبانی باتیں اور دماغی تعیشات ہیں۔

آج دنیا کی ساری کمی پوری ہو چکی ہے‘ کرنے کو سب کچھ ہمارے پاس ہے‘ اگر ہم نیک بننا چاہیں‘ اگر ہم انسان کی خدمت کرنا چاہیں‘ اگر ہم انسان کو خطرات سے نکالنا چاہیں‘ اگر ایک فرد بھی قطب شمالی یا قطب جنوبی میں ہے‘ ہم اس کی مدد کرنا چاہیں تو اللہ نے ہم کو وہ وسائل دیئے ہیں کہ ہم اس کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔

لیکن ہمارے اندر سچا ارادہ نہیں‘ ہمارے اندر اس کا شوق نہیں‘ ایک شخص کے پاس سب کچھ ہے‘ وہ لاکھوں روپے سے مدد کر سکتا ہے‘ لیکن وہ خسیس ہے‘ بخیل ہے‘ اس کو پیسے کی محبت ہے‘ یا سست ہے اور کاہل الوجود ہے‘ وہ بالکل ہاتھ ہلانا نہیں چاہتا‘ تو بتائیے اس کی دولت کیا کام آئے گی؟

ایک شخص حج کو جا سکتا ہے‘ خدا نے اس کو ایسے ذرائع دیئے ہیں‘ لیکن حج کا ارادہ نہیں ہے‘ حج کا شوق نہیں‘ تو بتائیے پھر کون اس کو حج پر آمادہ کر سکتا ہے؟

اسی طرح آج انسان کے نیک بننے اور انسان کی خدمت کرنے اور اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیئے‘ اس دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیے

اور اس دنیا کو مسجد معبد میں تبدیل کر دینے کا جیسا زریں موقع' جیسا آسان راستہ اس وقت ہے' ایسا کبھی نہیں تھا۔

آج بدقسمتی سے انسان سب کچھ کرسکتا ہے' لیکن کرنا نہیں چاہتا' کیوں نہیں چاہتا؟ کرنے کا فائدہ اس کے سامنے نہیں' فائدہ کیوں سامنے نہیں' اس کو یقین نہیں!

سوائے اپنی آسائش کے' سوائے اپنے معدے کے تجربوں کے' اپنے جسم کے تجربوں کے اور اپنے محسوسات کے' وہ اپنی ذات اور اپنی اولاد کے سوا سب کچھ بھول گیا ہے' اور اب مجھے خطرہ ہے کہ شاید وہ وقت بھی کچھ دور نہیں جب وہ اپنی اولاد کو بھی بھول جائے گا۔

خودغرضی اور خود پرستی میں' خودنمائی اور اپنے وجود میں سب کچھ محدود کر دینے کے سلسلہ میں جس رفتار سے انسان ترقی کر رہا ہے' اگر یہ رفتار جاری رہی تو چند دنوں میں ہم دیکھ لیں گے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو بھی بھول جائیں گے' اور صرف اپنا پیٹ بھرنے کی کوشش کریں گے' وہ اگر بھوکے ہیں اور بلک رہے ہیں تو ان کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔

دنیا میں جہاں مادیت اپنے صحیح برگ و بار لائی ہے اور نبیوں کی تعلیم ان کو روکنے کے لئے وہاں موجود نہیں تھی۔

یہاں تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بگڑی ہوئی اور بچی کھچی تعلیمات' کلیسائی تعلیمات اور انجیل کی تعلیم وہ بھی وہاں سے رخصت ہوگئی ہے' وہاں تو وہ حال ہے کہ انسانوں کو اپنے سوا کسی کا ہوش نہیں رہا' بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنا بھی ہوش نہیں رہا ہے' جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے:

''نسوا اللّٰہ فانساھم انفسھم''

آخری عبرت کا منظر یہ ہے کہ انسان کو اپنا بھی صحیح ہوش باقی نہ رہے' یعنی اپنے پیٹ کا تو ہوش رہے' مگر اپنا ہوش نہ رہے۔

ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل معاملہ ہے انسان کا' اور انسان کا بھی جو کچھ معاملہ ہے' وہ اس کے دل کا ہے' اور دل کا جو کچھ بھی معاملہ ہے' وہ اس کے نیک ارادوں کا ہے۔ اگر یہ چیز پیدا ہو جائے یعنی نیک ارادے پیدا ہونے لگیں' تو پھر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

یہ وسائل کا تو صرف نام ہی نام ہے۔ وسائل تو انسانی ارادوں کے تابع ہیں۔ جن کو خدا کی دی ہوئی طاقت سے انسان خود پیدا کرتا ہے۔

☆☆..........☆☆

عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے

سکھر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے ہول سیل سبزی و فروٹ مارکیٹ کی انتظامیہ سے ملاقات کی' جن میں مارکیٹ کے صدر حاجی محمد اختر آرائیں' نائب صدر محمد رفیق پٹھان' جنرل سیکریٹری محمد سلیم آرائیں' جوائنٹ سیکریٹری حافظ احسان الحق' خازن حاجی محمد اصغر' پریس سیکریٹری مجیب الرحمٰن شامل تھے۔ ان تمام حضرات نے بھرپور یقین دلایا کہ ہم ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے' ان تمام حضرات نے وعدہ کیا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین ہمیں جب اور جو حکم دیں گے' ہم اس پر لبیک کہیں گے اور یہ ہمارے لئے سعادت ہوگی۔ مارکیٹ کے صدر حاجی محمد اختر نے مزید کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے' اگر ہم اپنے ایمان کی بنیاد کی حفاظت نہ کرسکے تو پھر ہم کہاں کے مسلمان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ہول سیل سبزی فروٹ مارکیٹ میں نہ تو کسی قادیانی کو دکان لینے دیں گے اور نہ ہی مارکیٹ میں کریانہ اور ہوٹلوں پر شیزان کی بوتل یا شیزان مصنوعات فروخت ہونے دیں گے۔ اس موقع پر مولانا محمد حسین ناصر نے سبزی مارکیٹ کی نئی انتظامیہ کو انتخاب جیتنے پر مبارکباد دی اور کہا کہ مسلمان ناموس رسالت کا تحفظ کرنے کے لئے اپنا سب کچھ حتی کہ اپنی جان بھی قربان کرسکتا ہے' مسلمانوں کا ماضی اس کا گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی غازی علم دین کی صورت میں' کبھی غازی عبدالقیوم کی صورت میں' کبھی حاجی مانک کی صورت میں اور کبھی غازی عامر چیمہ شہید کی صورت میں ناموس رسالت کا تحفظ کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

رفع ونزول عیسیٰ کے دلائل اور حکمتیں

مولانا اللہ وسایا

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کا ماننا ہے کہ:

"عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پاکر مدفون ہوچکے، اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔" (ازالہ الاوہام ص۴۷ ج۳، روحانی خزائن ص۱۲۶ ج۳)

اس کے برعکس قرآن وسنت سے رفع ونزول ممکن نہ صرف ثابت ہے بلکہ اس کے نظائر بھی موجود ہیں، مثلاً:

۱:...... جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بالکل حق اور ثابت ہے۔

۲:...... جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے:

"ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔"

۳:...... حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے، اسی وجہ سے ان کو جعفر طیارؓ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے:

"اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللہ بن جعفرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هنیئا لک ابوک یطیر مع الملائکة فی السماء۔" (وکذا فی فتح الباری ص۶۲ ج۷، زرقانی شرح مواہب ص۲۷۵ ج۲)

ترجمہ:...... "امام طبرانی نے باسناد حسن جعفرؓ کے صاحبزادے عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ! تجھ کو مبارک ہو! تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے۔"

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ: جعفرؓ، جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے، ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرمادیے ہیں، اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفرؓ الذی یضحی ویمسی
یطیر مع الملائکة ابن امی

ترجمہ:...... "وہ جعفرؓ کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے، وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے۔"

۴:...... علیٰ ہذا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بیر معونہ میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں، حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب ص۷۸ ج۲ میں ذکر کیا ہے۔

جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہؓ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے اور یہ کہا:

"دعانی الی الاسلام ما رأیت من مقتل عامر بن فهیرة ورفعه الی السماء۔"

ترجمہ:...... "عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔"

ضحاکؓ نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ بھیجا، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فان الملائکۃ وارت جثتہ وانزل فی علیین۔"

ترجمہ:..... "فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔"

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقیؒ اور حافظ ابونعیمؒ دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔ (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للعلامہ السیوطیؒ ص:۱۷۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعدؒ حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

۵:..... واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہؓ وہاں پہنچے اور خبیبؓ کی نعش کو اتارا، دفعتاً ایک دھماکا سنائی دیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی، عمرو بن امیہؓ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا، اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا، اس روایت کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ص۳۲۷ ج۲)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا، اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا، اور حافظ ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ: صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ حافظ ابونعیمؒ مزید کہتے ہیں کہ: جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ، خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا، انتہیٰ۔

۶:..... علماً، انبیاً کے وارث ہوتے ہیں، اولیاً کا الہام و کرامت، انبیاً کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے:

"ومما یقوی قصۃ الرفع الی السماء ما اخرجہ النسائی والبیہقی والطبرانی وغیرھم من حدیث جابر ان طلحۃ اصیبت انا ملہ یوم احد فقال حس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قلت بسم اللہ لرفعتک الملائکۃ والناس ینظرون الیک حتی تلج بک فی جو السماء شرح الصدور ص:۲۵۸ طبع بیروت ۱۹۹۳ء سن طبع ..... واخرج ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت عن زید بن اسلم قال کان فی بنی اسرائیل رجل قد اعتزل الناس فی کھف جبل وکان اھل زمانہ اذا قحطو استغاثوا بہ فدعا اللّٰہ فسقاھم فمات فاخذوا فی جھازہ فبینا ھم کذلک اذا ھم بسریر یرفرف فی عنان السماء حتی انتھی الیہ فقام رجل فاخذہ فوضعہ علی السریر فارتفع السریر والناس ینظرون الیہ فی الھواء حتی غاب عنھم۔" (شرح الصدور ص۲۵۷ طبع بیروت ۱۹۹۴ء سن طبع)

ترجمہ:..... "شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی، بیہقی اور طبرانی نے جابر بن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے "حس" یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے "حس" کے "بسم اللہ" کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے..... ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتیٰ میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو پہاڑ میں رہتا تھا، جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے، وہ دعا کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہوگیا، لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا، یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا، ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس

عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔"

۷:...... حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک ص ۳۶۴ ج۳ طبع بیروت)

ان واقعات کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبین و مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و سالم فرشتوں کے ذریعہ آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے، تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے، اور نہ سنت اللہ سے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنی خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔

غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں، بلکہ ممکن اور واقع ہے، اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتیں:

۱:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماً نے یہ بیان کی کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو قتل کر دیا کما قال: "و قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ" اور دجال جو آخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا، وہ بھی قوم یہود سے ہوگا، اور یہود اس کے متبع اور پیرو ہوں گے۔

اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کر دیا، وہ سب غلط ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا، اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے، ان کو قتل نہیں کر سکے، بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام صفحہ: ۳۵۷ جلد ۱۰ پر مذکور ہے۔

۲:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور قیامت سے کچھ عرصہ قبل شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے۔

۳:...... نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف مشیر ہوگا کہ یہود و نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے، بالکل غلط ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے، اس لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام و نشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۴:...... بعض علماً نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاً سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ کما قال تعالیٰ: لتؤمنن بہ ولتنصرنہ، اور انبیاً بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔

اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہو، اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرمائیں، کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا، وہ وقت امت محمدیہ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی۔

اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تاکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و اعانت کا جو وعدہ تمام انبیاً کر چکے ہیں، وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃً اور باقی انبیاً کی طرف سے وکالتاً ایفا فرمائیں، فافھم ذلک فانہ لطیف۔

☆☆..............☆☆

خبروں پر ایک نظر

دس روزہ ’’ختم نبوت کورس‘‘ سرگودھا

مرزائیوں کواحمدی کہنایا لکھنا اسلام سے بغاوت ہے:مولانا محمد اکرم طوفانی

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور شبانِ ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام گرمیوں کی چھٹیوں میں کالج اور اسکول کے طلباء کے لئے دس روزہ ’’ختم نبوت کورس‘‘ کا اہتمام کیا گیا۔کورس کا آغاز ۲۱/ جون ۲۰۰۶ء کو ہوااور اختتام ۳۰/ جون کو ہوا۔کورس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر اور شبانِ ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ مفتی نور محمد ہزاروی نے کیا‘ اس کے بعد کورس کی مختلف نشستوں سے مفتی حبیب اللہ تونسوی‘ مفتی شاہد مسعود‘ قاری ایوب صدیقی‘ مفتی طاہر سعود‘ مولانا محمد اکرم طوفانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ہر لیکچر کے آخر پر سوال وجواب کی نشست ہوئی‘ جس میں شرکاء موضوع کے متعلق سوال و جواب کرتے رہے۔ اس کورس میں اسکولوں‘ کالجوں اور دیگر طلباء نے بڑے ذوق وشوق سے شرکت کی۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے کورس کے اختتام سے ایک دن قبل تمام شرکاء کا امتحان لیا۔آخری دن ایک بھرپور جلسہ کا انعقاد کیا گیا‘ جس میں پہلے دنوں کی نسبت عوام الناس نے بڑی تعداد میں شرکت کی‘ آخری دن مولانا محمد اکرم طوفانی کی کتاب ’’محبت نبوی ﷺ اور اس کے تقاضے‘‘ تمام شرکاء کو انعام کے طور پر دی گئی‘ اس کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا‘ آخری دن پروگرام کے اختتام پر شبانِ ختم نبوت سرگودھا نے ایک بھرپور ضیافت کا اہتمام کیا تھا‘ تمام شرکاء نے اس میں بھی شرکت کی‘ نوجوانوں نے شبانِ ختم نبوت کی تنظیم میں شمولیت کے لئے اپنے نام درج کروائے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے لئے وقف کرنے کا عزم کیا۔شرکاء کو لکھنے کے لئے کاغذ اور قلم بھی مہیا کیا گیا۔اس طرح بے مثال تاریخ ساز دس روزہ ختم نبوت کورس ۳۰/ جون بعد نماز عشاء مولانا محمد اکرم طوفانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

دریں اثنا جامع مسجد بلال نیو سیٹلائٹ ٹاؤن‘ مرکزی جامع مسجد گول چوک‘ جامع مسجد بلاک ۴‘ مکی مسجد بلاک ۱۱‘ جامع مسجد بلاک ۲ اور جامع مسجد دلباغ بلاک ۱۵ میں عظیم اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکریٹری مولانا محمد اکرم طوفانی اور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا مولانا نور محمد ہزاروی نے کہا کہ حکومت قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا نوٹس لے‘ توہین رسالت کے مرتکب افراد کو فوری طور پر قانون کے شکنجے میں لایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کو احمدی کہنا یا لکھنا اسلام سے بغاوت ہے۔ان کو قادیانی یا مرزائی کہنا چاہئے۔ قادیانی فحاشی‘ عریانی اور نوکری کا لالچ دے کر نوجوانوں کو مرتد بنانے میں لگے ہوئے ہیں‘ انہوں نے عوام الناس سے اپیل کی وہ قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان‘ اوسی ایس کوریئر سروس‘ شاہ تاج شوگر ملز‘ ذائقہ بناسپتی گھی کا بائیکاٹ کریں۔ جہاں بھی کوئی قادیانی تبلیغ کر رہا ہو‘ خواہ کسی بھی روپ میں ہو‘ فوری طور پر ہمیں اطلاع دی جائے‘ ہم اس کو فوری بند کرائیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے تمام مبلغین سے اپیل کی کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقوں میں سرگودھا کی طرح ہفت روزہ پروگرام کا انعقاد کریں۔

مبلغ ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ کا دورہ سلانوالی

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ دو روزہ تبلیغی دورہ پر سلانوالی تشریف لائے اور شہر کی مختلف مساجد جامع مسجد غلہ منڈی‘ جامع مسجد عمرؓ بلال مسجد‘ مدنی مسجد اور عائشہ مسجد میں ختم نبوت کے حوالے سے ان کے بیانات ہوئے‘ جس میں انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت‘ عظمت اصحاب پیغمبر ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان بیانات میں

صاحبزادہ قاری محمد اکرم مدنی مولانا غلام مصطفیٰ کے ہمراہ رہے‘ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل سلانوالی کی باڈی تشکیل دی گئی‘ جس میں امیر: قاری محمد ادریس پانی پتی‘ ناظم: پیر جی محمد افضل الحسینی‘ ناظم تبلیغ: صاحبزادہ حافظ محمد عمران فہمی الحسینی‘ ناظم نشرواشاعت: قاری محمد اکرم مدنی‘ خازن: شیخ ابوذر غفاری ایڈووکیٹ اور مرکزی نمائندہ الیاس احمد مدنی کو نامزد کیا گیا اور دوسرا مرکزی نمائندہ صاحبزادہ پیر جی محمد افضل الحسینی کو مقرر کیا گیا۔

مولانا نورالحق نور کا سوات کا تبلیغی دورہ

سوات (نمائندہ خصوصی) سوات‘ غیور مسلمانوں کا دینی اور مذہبی حساس علاقہ ہے‘ اس میں پاکستان کی ایک غیرمسلم اقلیت قادیانیوں نے ارتداد کے پرچار اور قادیانی لٹریچر کی تقسیم کے ذریعہ جو خطرناک صورتحال پیدا کی‘ اس کی اطلاعات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے ناظم مولانا نورالحق نور نے علاقہ کا ایک تفصیلی آٹھ روزہ تبلیغی دورہ کیا اور درجنوں مساجد میں ختم نبوت کے اہم اور اسلام کے بنیادی مسئلہ پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے قادیانیت کے کفریہ عقائد مرزا قادیانی کی کتابوں سے پیش کرتے ہوئے کہا کہ علمائے کرام کی قیادت پاک وہند کے مسلمانوں کی مسلسل جدوجہد اور بے مثال قربانیوں کے باعث پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کا مسلسل گیارہ روزہ بیان لیا اور ان پر جرح کے جوابات سن کر متفقہ طور پر ان کے کفریہ عقائد کے باعث قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا‘ اس فیصلہ کے بعد مسلسل جدوجہد اور اہل پاکستان کے مطالبہ پر قانون کے نفاذ کے ذریعہ قادیانیت کے پرچار کو جرم قرار دیا گیا‘ جسے قادیانیوں نے عدالتوں میں چیلنج کیا‘ پاکستان کی ابتدائی عدالتوں سے لے کر اعلیٰ عدالتوں اور سپریم کورٹ آف پاکستان اور وفاقی شرعی عدالت نے بھی قادیانیوں کے ہرقسم کے پرچار پر پابندیوں کی توثیق کرتے ہوئے اسے جرم قرار دیا‘ اس صورتحال کے بعد قادیانیت کے کفریہ پرچار کو روکنا انتظامیہ کی مکمل ذمہ داری ہے‘ اگر اس ذمہ داری سے غفلت کے نتیجہ میں کوئی بھی صورتحال پیدا ہوئی اور غیور مسلمانوں اور شمع رسالت کے پروانوں نے محبت اور عشق رسول ﷺ کا عملی مظاہرہ کیا تو اس سے پیدا ہونے والی ہرقسم کی صورتحال کی ذمہ داری قانون کے محافظوں پر ہوگی۔ مولانا نے عوام کو مکمل طور پر پرامن رہنے اور قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جدوجہد کی ہدایت دیتے ہوئے کہا کہ قربانی کے میدان میں انشاء اللہ علماء اسلام آپ کے شانہ بشانہ صف اول میں ہوں گے۔ مولانا نور کے خطاب کے بعد ہزاروں کی تعداد میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا جس میں عقیدۂ توحید اور قادیانی‘ محسن انسانیت محمد عربی ﷺ اور قادیانی‘ انبیاء علیہم السلام اور قادیانی‘ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانی وغیرہ کے ۱۵ مختلف عنوانات کے رسائل اور پمفلٹ شامل تھے۔ اس پروگرام کے بعد علمائے کرام اور رفقاء کی مشاورت سے تبلیغی پروگرام کو مزید بڑھانے کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا حمید اللہ دامت برکاتہم العالیہ کو کنوینر اور آپ کی معاونت کے لئے نوجوان عالم باعمل مفتی محمد طیب زید مجدہ کو نائب مقرر کر کے آئندہ لائحہ عمل کے لئے ہردو کو مشاورت کے ذریعہ فیصلوں کا اختیار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں مظہر علوم اسلامیہ دارالعلوم مینگورہ سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ مولانا نورالحق نور نے آخر میں علاقہ کے علماء کرام اور عام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ردِ قادیانیت کے سلسلے میں ہر وقت اور ہرقسم کے تعاون کے لئے اس جدوجہد میں آپ کے ساتھ ہوگی۔ انشاء اللہ۔

اس وقت دنیا میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے‘ این جی اوز کے ذریعہ قادیانی مذہب کی اشاعت کی جارہی ہے

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) ہرمسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے محاذ پر اپنی توانائیاں صرف کرے‘ اس وقت دنیا میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے‘ ملک میں این جی اوز کے ذریعے قادیانی مذہب کی اشاعت کی جارہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ شعبہ نشرواشاعت کے انچارج پروفیسر عبداللطیف شیخ نے اپنے بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ہرجگہ پاکستان کو بدنام کرنے میں مصروف ہیں۔ ملکی تخریب کاری اور فرقہ واریت میں بھی ملوث ہیں۔ یہ فتنہ اپنی منطقی انجام کی طرف گامزن ہے۔ جنرل سیکریٹری عبدالسمیع شیخ نے اپنے بیان میں کہا کہ مسلمان رحمت کائنات ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر کوئی بھی عمل

درست نہیں۔ اسلام وہ عظیم دین ہے جو خالص توحید کا درس دیتا ہے۔ علمائے کرام نے ہر دور میں باطل قوتوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔ قادیانی جماعت‘ اسلام اور پاکستان کی غدار ہے۔ ان کو کلیدی عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے ورنہ ملک کو بچانا مشکل ہوجائے گا۔ آخر میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ یورپی ممالک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے حضور اکرم ﷺ سے محبت کا والہانہ ثبوت پیش کریں۔ اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔ دریں اثناء مجلس عاملہ کا خصوصی اجلاس حکیم عبدالوحید بروہی کی زیر صدارت دفتر ختم نبوت گمبٹ میں منعقد ہوا‘ جس میں آئندہ تین سال کے لئے درج ذیل امیدواروں کو متفقہ طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کا نومنتخب عہدیدار منتخب کیا گیا: تعلقہ امیر: حکیم عبدالواحد بروہی‘ ناظم اعلیٰ: عبدالسمیع شیخ‘ ناظم تبلیغ: قاری محمد انور‘ نائب امیر: مولانا عبدالخالق‘ ناظم نشرواشاعت: عبداللطیف شیخ اور ناظم مالیات انجینئر جاوید اللہ۔ اجلاس کے آخر میں نومنتخب عہدیداروں سے خطاب کرتے ہوئے نومنتخب امیر حکیم عبدالواحد بروہی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا حصول جنت کا ذریعہ ہے اور اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر قائم ہے۔ قادیانی اپنے باطل عقائد ونظریات کو اسلام کا نام دے کر لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ رحمت کائنات ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے سرگرم ہونا عین ایمان ہے۔ اس وقت ملک میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے جس سے ہرمسلمان کو بچنا چاہئے۔

☆☆..............☆☆

پہلے اپنی فکر

حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ

اس زمانہ میں یہ مرض عام ہے کہ مسلمان عموماً اپنی اصلاح کی فکر سے بے نیاز رہ کر ملت کی زبوں حالی اور تباہی کا رونا روتے ہیں‘ گو کچھ لوگوں کا جذبۂ حسن لوگوں کی نیت پر مبنی ہوتا ہے۔

مگر مرض کا ازالہ مرثیہ خوانی اور کف افسوس ملنے سے نہیں ہوتا‘ بلکہ اس کا صحیح علاج پہلے اپنی‘ اس کے بعد دوسروں کی اصلاح ہے۔

اور جب اپنی اصلاح سے فراغت ہوجائے‘ تو دوسروں کی فکر ہو‘ صرف دوسروں کی فکر‘ صرف زبان سے کرنا اور اپنے سے غافل رہنا لیڈرانہ شان ہے۔

میری مخلصانہ خواہش ہے کہ ہم لوگ سب سے پہلے اپنے اپنے احوال پر نظر کریں‘ اپنی صحت روحانی واخلاقی ودینی فکر کریں‘ اس کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور اپنے خاندان کی خبرگیری کریں اوران کی اصلاح کی فکر میں لگیں‘

انشاء اللہ! اگر ہم اس طرف متوجہ ہوں گے تو سارے مسلمانوں کی حالت بدل جائے گی۔

بلاشبہ امت مرحومہ کی پریشاں حالی اور پراگندگی کی کیفیت آپ کو متاثر کرتی ہوگی‘ مگر غور کیجئے کہ اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے؟

جب آپ کی استطاعت سے وہ چیز خارج ہے‘ تو اس کی فکر میں پڑ کر اپنا وقت آپ کیوں ضائع کرتے ہیں؟ یہ تو لیڈرانہ قسم کا ایک مرض ہے۔

آپ کو اختیار اپنے اوپر ہے اور اپنے اہل وعیال اور متبعین کے اوپر ہے‘ آپ اپنی اوران کی اصلاح کی فکر فرمائیں کہ یہ آپ کی استطاعت میں ہے۔

میرا مقصد یہ تھا کہ انسان کو اپنی اپنی پاکی کی کوشش کرنی چاہئے‘ اس کے بعد دوسرے کی فکر کرنا چاہئے۔

ایسا نہ ہو کہ موجودہ سیاسی لیڈروں کی طرح دوسروں کی فکر تو ہو‘ مگر خود اپنی فکر سے غفلت تام ہو‘ اس سے نہ اپنا ہی بھلا ہوتا ہے نہ دوسروں کا۔‘‘

(ماخوذ از سلوک سلیمانی)

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

زیر سرپرستی
مخدوم العلماء خواجہ حضرت اقدس مولانا **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ **شاہ نفیس الحسینی** صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ یکم تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۷ھ
26 اگست تا 19 ستمبر 2006ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم ازکم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4514122

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون: 047-6212611

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

25 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

21 22 ستمبر 2006 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

توحید باری تعالیٰ

سیرت خاتم الانبیاء

مسئلہ ختم نبوت

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت

اتحاد امت

قادیانیت اور اسلام

قادیانیت کے عقائد و عزائم

مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی

رد قادیانیت اور جہاد

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں یکم شعبان تا ۲۵ شعبان منعقد ہوگا (انشاء اللہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مسلم کالونی چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

رابطہ

چناب نگر: 047-6212611

ملتان: 061-4514122